حافظ عبدالحئی صاحب

اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

18/35

نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

قولِ محمود

جمیعۃ علماء اسلام کا مقدس مشن اس مُلک میں اسلامی نظامِ عدل و مُساوات کی تنفیذ اور جمہوری اقدار کی بحالی ہے!

سویرا کرو!

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں کی اندھا دھند گرفتاریوں پر!

دینِ احمدؐ کا پورا تقاضا کرو!
سرزمینِ وطن کہ رہی ہے تمہیں
عظمتِ خاتم الانبیاءؐ کے لیے
اپنی گفتار سے، اپنے کردار سے
تم سے قائم ہے دار و رسن کا وجود
یہ گرفتاریاں، یہ مقدمے ہیں کیا؟
سنتِ یوسفیؑ ہو مبارک تمہیں!
جیل کے تنگ و تاریک ماحول میں
دشمنِ دین کرتے رہیں جو کریں!
آمرِ وقت کے جھوٹے پندار کا
توڑ دو آمریت کی تلوار کو!
جن کے وارث ہو تم وہ بڑے لوگ تھے

آبلے اور کانٹے گوارا کرو!
اس میں اسلام کا بول بالا کرو!
سر کٹانے کی سنت کو تازہ کرو!
اپنے اسلافؒ کا نام اونچا کرو!
تم پہ لازم ہے باطل کو نیچا کرو!
شیخِ ہندؒ کے سپوتو! نہ پرواہ کرو!
جیل کے ساتھیوں کو بھی "اغوا" کرو!
دوستو! ساتھیو! اب اجالا کرو!
تم بلند دینِ حق کا پھریرا کرو!
برسرِ عام اب چاک پردہ کرو!
ظلمتِ شب ہے اٹھو! سویرا کرو!
ہر جگہ، ہر گھڑی ان کا چرچا کرو!

التجا ہے یہی تم سے اکرامؔ کی!
مالٹا کی روایت کو زندہ کرو!

اکرام القادری

غرناطہ ریسٹوران ایرکنڈیشنڈ = جہلم

 اکرام القادری

نئی کروٹ

موجودہ عوامی حکومت نے اپنے "زرّیں" دورِ اقتدار میں اپوزیشن پارٹیوں پر جو ظلم و ستم توڑا اور جو جبر و تشدد روا رکھا وہ ڈھکا چھپا نہیں

ہر جائز مخالف آواز کو حکومت کے اہل کاروں نے ہر موقع پر کچل دینے کی مذموم کوشش کی ہے کونسا ایسا حربہ اور کونسا ایسا ہتھکنڈہ ہے جو اپوزیشن کے حوصلہ مند کارکنوں کو ہراساں و پریشان کرنے کے لیے آزمایا نہیں گیا، لیکن ان تمام فسطائی ہتھکنڈوں اور آمرانہ حربوں کے باوجود اپوزیشن رہنما اور کارکن ثابت قدمی اور پامردی سے ڈٹے رہے اور ان کے پائے استقلال میں سرِ مو جنبش نہ آئی۔

اب حکومت نے ایک نیا کھڑاگ رچایا ہے اور وہ ہے جمعیتہ علماء اسلام کے بہادر رہنماؤں اور جیالے کارکنوں کی گرفتاریاں، بلاجواز وارنٹ اور جھوٹے مقدمات۔ اپوزیشن کی اس متحرک اور فعال اور بے لوث جماعت کے عظیم رہنماؤں اور مخلص کارکنوں کی گرفتاریوں کا یہ سلسلہ اس قدر دراز ہو چکا ہے کہ ملک کے گوشے گوشے اور کونے کونے سے خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ آج فلاں رہنما گرفتار کر لیے گئے، آج فلاں کارکن پسِ دیوارِ زنداں کر دیئے گئے۔ وقت گذرنے کے ساتھ سلاسل و زنجیر کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے۔

ممکن ہے کہ حکومت اپوزیشن کی مشترکہ قوت سے پنجہ آزمائی میں ناکامی کے بعد اب حزبِ مخالف کی ایک ایک جماعت سے ٹکر لینا چاہتی ہو اور اس سلسلے میں نیشنل عوامی پارٹی کو کالعدم قرار دینے کے بعد ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے حوصلہ مند کارکنوں کی عظیم جماعت اس کا ہدف ہو۔ شاید عوامی پردھان منتریوں کے نہاں خانہ دماغ میں اس قسم کی پھانس بھی ہو کہ ہو کہ جمعیتہ علماء اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں کو مسلسل و پیہم گوناگوں بے بنیاد مقدمات میں الجھا کر ان کے حوصلوں کو پست کیا جا سکتا ہے یا کارکن ہراساں ہو کر اپنے عظیم مشن کی تکمیل سے باز آجائیں گے۔

اگر واقعی حکومت کے کسی شہ دماغ نے "عوامی دل گھنگرو" کی اس طرف رہنمائی کی ہے تو ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایسی خواہش ہے جو خواہش و آرزو کی منزل سے آگے نہیں گذر سکتی۔ عوامی حکومت کی یہ نئی کروٹ بھی اس کے کرب و اضطراب میں اضافے کے سوا کچھ نہ کر سکے گی۔

اس سے بڑھ کر حکومت کی سطحی سوچ کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے ایک ایسی جماعت کو آزمائش کی بھٹی میں ڈالا ہے جو اپنا تابناک ماضی اور روشن مستقبل رکھتی ہے۔ جس کے قائد سے لے کر ادنیٰ کارکن تک آزمائش کے ہر نئے مرحلے پر پورے اترے ہیں جس کے اکابر و اسلاف کا طرۂ امتیاز ہی یہ رہا ہے کہ وہ حریتِ فکر اور آزادیٔ رائے کی پاسبانی کرتے ہوئے تختۂ دار، زنجیر و سلاسل، جلا وطنی، حبسِ دوام، کالے پانی اور کوڑوں ایسی بہیمانہ سزاؤں کو خاطر میں نہ لائیں۔ حکومت کو یہ علم ہونا چاہیے کہ جس جماعت کے رہنماؤں نے تحریک آزادیٔ وطن کے لیے تاریخ ساز قربانیاں دی ہیں وہ ملک کی بقا و سالمیت اور اسلام کی سربلندی کے لیے بھی مصائب جھیلنے اور تشدد برداشت کرنے میں پس و پیش اور

باقی صفحہ ۲۳ پر

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۳۵
جمعتہ المبارک ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء ۲۷ شعبان ۱۳۹۵ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ــــ ۳۸ روپے
ششماہی ــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ــــ ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

[illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے ترجمان الاسلام سے شائع کی

جمعیۃ علماء اسلام

مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطلہ کی تردید، فرق باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاءِ کلمۃ الحق عند سلطان جائر کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک، جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلمہ ہیں، تحریک بحالی جمہوریت اور تحریکِ مقدس ختم نبوت اس پر شاہد عدل ہیں جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کو مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط تر بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا از حد ضروری ہے

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز اس موقع پر بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں، اراکینِ جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں

- مولانا محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔
- مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
- مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
- مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
- مولانا سید محمد ایوب جان امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
- مولانا محمد خان شیرانی امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔

مُرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

یورپ میں پوٹسڈیم اصُول کا احیاء

اب سے تیس سال قبل ۹، مئی ۱۹۴۵ء کو نازی جرمنی کو مکمل شکست ہوئی تھی، اور اس نے اتحادیوں کے سامنے غیر مشروط طور سے ہاتھ ڈال دیئے تھے۔ فاشزم پر فتح کا یہ جشن ساری دنیا میں بڑی دھوم سے منایا گیا تھا کیونکہ اس سے ساری دنیا کے امن پسند عوام نے براہِ راست یا بالواسطہ طور سے جنگ لڑی تھی۔ اس جنگ اور جارحیت میں پانچ کروڑ انسان مارے گئے تھے۔ فاشزم کی شکست کے بعد جنگ سے پیدا شدہ مسائل کا تصفیہ اور امن کے استحکام کو قانونی شکل دینے کا سوال بہت فوری نوعیت کا تھا۔

اس غرض سے جرمنی کے پوٹسڈیم نامی شہر میں تین بڑی اتحادی طاقتوں روس، امریکہ اور برطانیہ کے وفود نے علی الترتیب مارشل اسٹالین، صدر ٹرومین اور وزیر اعظم چرچل کی قیادت میں ایک تاریخی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس سے قبل یہ تینوں طاقتیں یورپی مسائل پر ابتدائی کانفرنس میں غور کر چکی تھیں۔ صدر روزویلٹ نے تہران کانفرنس میں جرمنی کی پانچ حصوں میں تقسیم پر زور دیا تھا۔ تاکہ جرمنی عالمی سیاست میں طاقتور رول ادا نہ کر سکے۔ چرچل نے اس تجویز کی حمایت کی لیکن اسٹالین نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیا اس کے بعد یالٹا میں برطانیہ نے جرمنی کو تین ریاستوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی۔ سویت یونین نے اسے بھی مسترد کر دیا۔ پوٹسڈیم میں امریکہ اور برطانیہ نے تجویز پیش کی کہ جرمنی میں تین ریاستیں قائم کی جائیں یعنی جنوبی، شمالی اور مغربی جرمنی۔ اسٹالین نے اس تجویز کو بھی غلط قرار دیا اور اسے مسترد کر دیا۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ جرمنی کے ٹکڑے کرنے سے اصل مسئلہ حل نہ ہوگا جو فاشزم کے احیاء کو روکنا ہے۔ یہ اصل مسئلہ جرمنی کو ایک جمہوری اور امن پسند ملک بنانے سے حل ہوگا۔

چنانچہ فاشزم کے احیاء کو روکنے کے دوسرے طریقے تلاش کئے گئے اور اس مسئلہ کا حل نکال لیا گیا۔ اس کی تائید بعد کو ایک اور نازی دشمن طاقت فرانس نے بھی کی۔ یہ حل شکست خوردہ جرمنی کے لیے ایک مربوط سیاسی اور معاشی پالیسی پر مبنی تھا۔ اس کا اصل مقصد جرمنی کے عسکری کردار کا خاتمہ کرنا اور فاشزم کا سدِّباب تھا۔ پوٹسڈیم کانفرنس کے فیصلے میں کہا گیا تھا کہ جرمن فاشزم اور عسکریت پسندی کا خاتمہ کرنا ضروری ہے۔ یہ کانفرنس ۱۷ جولائی سے ۲ اگست تک جاری رہی تھی۔ اس کی رُو سے حلیف ملک باہمی مشورے اور اتفاق رائے سے حال اور مستقبل میں ایسے اقدامات کریں گے جن سے جرمنی کے پڑوسیوں کو یا عالمی امن کو اس سے کوئی خطرہ نہ رہے۔ حلیف ملکوں کے مقاصد بہت واضح تھے۔ جرمنی کو مکمل طور سے غیر مسلح کرنا۔ وہاں ہتھیاروں کی صنعت کا خاتمہ اور فاشزم کے احیاء کا نظریاتی طور سے سدّباب کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جرمنی میں جمہوری ارتقاء کا راستہ ہموار کرنا ضروری تھا۔ جرمنی میں تمام فوجی، نیم فوجی اور نازی تنظیموں کو توڑنا اور ایسی صنعتی اجارہ داریوں کی مرکزی حیثیت کو ختم کرنا تھا۔ جو ماضی میں عسکریت پسندی کا باعث ہوئی تھیں۔ اس غرض سے حلیف ملکوں کی ایک خصوصی "کنٹرول کونسل" قائم کی تھی۔ یہ اقدام پوٹسڈیم کانفرنس کے فیصلوں پر عملدرآمد کا نمایاں حصّہ تھا۔ اس کانفرنس نے جنگ کے بعد کے تمام مسائل کا تصفیہ کرنے کی خصوصی ذمہ داری چار بڑی طاقتوں روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس پر ڈالی تھی۔

پوٹسڈیم کانفرنس سے جو خاص نتائج نکلے ان میں سے ایک جرمنی کی سرحدوں کے بارے میں قطعی تصفیہ اور یورپ میں بعد از جنگ سرحدوں کی ناقابل تبدیل حیثیت کا سوال تھا پولینڈ کی مغربی سرحدوں کا سوال بہت اہم تھا۔ جس پر سخت بحث ہوئی۔ چرچل اور ٹرومین پولینڈ کی حکومت کی رائے لیے بغیر اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے تھے لیکن اسٹالین نے کہا کہ "یہ سوال کھلا رہنا چاہیے" آخر چرچل اور ٹرومین کو پولینڈ سے مشورہ کرنا اور اس کے دلائل تسلیم کرنے پڑے۔ آخر جرمنی کو دو حصّوں یعنی مشرقی اور مغربی جرمنی میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ اقدام ۱۹۴۹ء کے موسمِ بہار میں کیا گیا۔

اس کے تین ماہ بعد اکتوبر میں (G D R) جرمن ڈیموکریٹک ری پبلک کا قیام عمل میں آیا۔ بدقسمتی سے پوٹسڈیم اصولوں پر مغربی طاقتوں نے توجہ نہیں دی اور ناٹو کی فوجی تنظیم نے مغربی جرمنی کو پھر مسلح کر دیا۔ سابق نازیوں سے اتحاد کیا گیا۔ لیکن یہ روش ناکام رہی ہے۔ ستمبر ۱۹۷۱ء

باقی ص ۱۶

تلخ و شیریں

تحریر: امجد علی شاکر بی اے

زُبان میری ہے بات اُن کی

اسرائیلی فوجوں نے صحرائے سینا سے واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک خبر

سامراجی اور استعماری طاقتوں کا طریقہ ہے کہ وہ سر کے داخلے کی اجازت طلب کرتے اور آہستہ آہستہ پورے خیمے پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اسرائیل نے بھی خیمہ میں داخلے اور عرب کے خروج کا پروگرام بنایا تھا۔ لیکن عربوں نے خیمہ کے اندر ہی جب کہ سامراجی اونٹ عربوں کی سرزمین کے خیمے کے کچھ حصہ پر قبضہ جما چکا تھا ڈنڈا اٹھا لیا۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ خیمہ چھوڑ دیا جائے۔ اسرائیل کو لازماً عرب چھوڑنا پڑے گا۔ آہستہ آہستہ واپس وہیں جانا پڑے گا جہاں سے وہ چلے تھے۔ تاکہ

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

کا اصول عملی طور پر ثابت ہو سکے۔ اچھا ہوا کہ انہوں نے اب واپسی کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ کیونکہ استعمار کے کاٹھ کی ھنڈیا وقت کے چولہے پر زیادہ دیر تک صحیح سلامت نہیں رہ سکتی۔

اسرائیل کے ایک بزرگ اور (سابقہ) ریٹائرڈ پیر و مرشد برطانیہ نے بھی پوری دنیا پر حکومت کی تھی۔ عمدیہ کہ اپنی زیر اقتدار سرزمین پر سورج کو غروب نہ ہونے دیتے تھے۔ لیکن وہ اب جب کہ اپنے انجام سے دوچار ہو رہے ہیں تو سورج ان کے ملک میں طلوع ہونے کی کبھی کبھی ہی زحمت گوارا کرتا ہے۔ اور بادلوں میں چھپا رہنا ہی مناسب سمجھتا ہے کیونکہ وہ بے جان بے غیرتی و بے حیائی کے مجسمے دیکھ کر کیونکر قائم رہ سکتا ہے آخر انسان جاندار ہو کر برطانیہ کی بے حیائی دیکھ کر اپنی حیات کو کنٹرول میں نہیں رکھ سکتا۔ البتہ لازم ہے کہ اس انسان سے شرم و حیا کاملاً خارج نہ ہو چکی ہو۔

ایران پاکستان کی امداد جاری رکھے گا۔

(شاہ ایران)

یہ تصریح بھی ہو جاتی کہ یہ امداد کس سلسلے میں ہو گی۔ کیونکہ شنید کچھ اس طرح ہے — کہ ایران اہل پاکستان کی اہل پاکستان ہی کے خلاف امداد کر رہا ہے لیکن اگر ایران اس قسم کی مدد کے لیے کوئی اور ملک مناسب سمجھے تو عنایت ہو گی۔ کیونکہ کارخانے لگانے کے لیے تو بھارت سے حصہ داری کرتا ہے اور اسے امداد دیتا ہے لیکن گولیوں کے راشن کی سپلائی کے لیے ہمارا ملک کا میدان منتخب کرتا ہے —

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

تیس ہزار ایکڑ اراضی کو سیراب کیا جائے گا۔

خان قیوم

اب خان قیوم خان عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں گرگ ظالم بھی پہنچ کر پرہیزگاری شروع کر دیتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ منہ کا ذائقہ بھی قائم رکھتا ہے۔ خان صاحب بھی عمر بھر بھاڑ جیسے مقامات کی خون سے آبیاری کرتے رہے ہیں اور چند سال قبل سلہٹ سے چاٹگام تک کے وسیع علاقے کی خون سے سیرابی کے انتظام و انصرام میں خان صاحب یحییٰ خاں کی معاونت کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ اب زمین کے پانی سے سیراب کرنے کی خبر سنا رہے ہیں لیکن ذہن میں کوئٹہ سے قلات تک کے علاقے میں خون کی آبیاری کے نقشے رقص کر رہے ہیں۔

عوام سے کئے گئے وعدے پورے کئے گئے۔

پیپلز پارٹی کے راہنما کا بیان

میں تو پہلے ہی کہا کرتا تھا کہ عوام سے مراد پیپلز پارٹی والے ہیں۔ کیونکہ پیپلز کے معنی بھی تو عوام ہیں۔ اب پیپلز پارٹی کے راہنما کے اس بیان سے میری بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ عوام سے مراد پیپلز پارٹی ہی مراد تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اب صاحبانِ اختیار کے سامنے پیپلز پارٹی کے مطالبات ہی پیش ہوتے ہیں عام لوگوں کے تو نہیں۔

کوٹ ادو اور دائرہ دین پناہ ۳۰ علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ ایک خبر

کوثر نیازی نے فرمایا تھا کہ حکومت علماء کو سرمایہ داروں کا دستِ نگر دیکھنا نہیں چاہتی اور ان کا مقام بلند کرنا چاہتی ہے۔ یہ گرفتاریاں بھی غالباً اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں کہ حکومت علماء کا مقام بلند سمجھتی ہے لہذا انہیں سرکاری مہمان بنا لیا گیا ہے۔ ان کو گرفتار کرنے کے علاوہ حکومت نے مساجد کے لاؤڈ سپیکروں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ لاؤڈ سپیکروں کو غالباً اس لیے اتارا گیا ہے کہ یہ اس وقت یہ صدا بلند کر رہے ہوتے ہیں کہ فلاح و صلوٰۃ کی طرف آؤ۔ جب لوگ ڈپو کی طرف جا رہے ہوتے ہیں یا ریڈیو، ٹی وی پر راہنما خطاب فرما رہے ہوتے ہیں۔

تحریر: محمود عارف لاہور

عالمگیر تباہی اور اس کے آثار!

جب ریل اپنی لائن سے اتر جائے تو اس کا زمین میں دھنس جانا یقینی ہوتا ہے جب موٹر چلتی چلتی بے قابو ہو کر گڑھوں اور کھڈوں کا رخ کرتی ہے تو اس کی تباہی میں کسے شک رہ سکتا ہے۔ یہی حال کچھ ملک اور قوموں کی گاڑیوں کا ہے کہ جب وہ نقطۂ اعتدال سے ہٹ جاتی ہیں اور افراط و تفریط کی لعنت انہیں آگھیرتی ہے تو پھر ان کا اٹھنے والا ہر قدم ہلاکت اور بربادی ہی کی طرف ہوتا ہے۔ جب کسی قوم کا اخلاقی دیوالیہ ہو جائے، جس ملک اور سلطنت میں عزتیں محفوظ نہ ہوں، بے اخلاقی و بے راہ روی کا دور دورہ ہو، جب قوم کے افراد نفسا نفسی کا شکار ہوں، حرص و آز کی آگ تیزی سے بھڑک رہی ہو تو پھر اس قوم، اس ملک، اس سلطنت کی تباہی اور بربادی میں کیا شبہہ رہ سکتا ہے؟ یونان کی تہذیب کیوں بربادی کا شکار ہوئی؟ روما کی سطوت و جلالت کے محل کیوں اجڑ گئے؟ مصر کی لافانی تہذیب کو کس چیز نے تباہی کے گڑھے میں لا پھینکا؟ ایران کی شوکت کیوں افسانۂ پارینہ ہو گئی؟ --- قومِ نوح کیوں عظمت و رفعت کے پرشکوہ ایوانوں سے ذلت و مسکنت کے گڑھوں میں دفن ہو گئی؟ عاد و ثمود کی قوت و ہیبت کو کس دیمک نے چاٹ لیا؟ بابل کے اونچے اونچے مینار کیوں زمین میں غرق ہو گئے؟ بنی اسرائیل کی حکومت کا سفینہ کیوں ڈوبا؟ موہن جوڈارو کی پانچ ہزار سالہ پرانی تہذیب کیوں اپنی موت آپ مر گئی؟ ـ

ان تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ: قومیں جب اخلاقی موت کا شکار ہو گئیں، تو پھر ان کے مادی اجسام کو فنا ہونے میں کوئی دیر نہیں لگی۔ جب ان کے باطن کی دنیا اجڑ گئی تو ان کے ظاہر کو برباد ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکی۔ جب ان کی روحانیت کا عالم برباد ہو گیا تو پھر ان کے شہر اور بستیوں کی تباہی میں کوئی تاخیر نہ ہو سکی۔ ؟

اس حقیقت کو سرچشمۂ ہدایت اور منبع علم و یقین، قرآن مجید میں اسطرح بیان کیا گیا ہے:

> "اور جب ہم نے کسی بستی کو ہلاک کرنا ہوتا ہے تو ہم اس کے دولت مندوں کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ پس وہ اس میں جی بھر کر فسق و فجور کرتے ہیں، تو ان پر قانونِ الٰہی کے مطابق سزا واجب ہو جاتی ہے۔ پس ہم اس آبادی کو بری طرح ہلاک و برباد کر دیتے ہیں" (بنی اسرائیل آیۃ ۱۶)

دیکھنے میں تو یہ چند الفاظ ہیں، مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام دنیا کی تاریخ کا نچوڑ اور عروج و زوال کی داستانوں کا خلاصہ ہیں۔ دراصل یہ اس پس منظر کا بیان ہے جو قوموں کی ترقی اور پھر تنزل کے ڈرامے میں کارفرما ہوتا رہا ہے۔ یہ قدرت کے پس پردہ کام کرنے والے ہاتھ کی علت و غایت کا ذکر ہے۔

یہ صرف تصوراتی نظریہ ہی نہیں، بلکہ یہ دنیا کی تاریخ کا ایسا سنہری اصول ہے جس کی شہادت بابل کے کھنڈرات، ارض ثمود کے دیو ہیکل آثار، کالڈین قوموں کے کتبے، ارمن ایمپائر کے تاریخی نوادرات، موہن جوڈارو کے منہدم محلات، مصر کی قدیم تہذیب کے نشانات آج بھی دے رہے ہیں۔ !

یہ سب اسی تلخ، مگر وقوع پذیر حقیقت کے منادی ہیں۔

یہ ایک ایسا اصول اور کلیہ (Formula) ہے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوا۔ اس کا وقوع اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ اندھیری اور سیاہ رات کے بعد آفتاب کا نکلنا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس صناع اور انجینئر (Engineer) نے اس عظیم کارخانہ کو بنایا تھا۔ اس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کائنات کے اس نظام کے صحیح چلنے کے لیے ضروری ہے کہ اس مشین کے کل پرزے عدل و راستی پر قائم رہ کر اپنا اپنا مخصوص کام سرانجام دیتے رہیں اور اگر اس کارخانے کے کسی کل پرزے کو اسکی فطرت کے خلاف افراط و تفریط سے دائیں یا بائیں چلایا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مشین کا وہ پرزہ بھی بگڑ جائے گا اور اس کے ساتھ ہی اس مشین میں خرابی پیدا کرنے والا وہ ہاتھ بھی

ہمیشہ کے لیے سن ہو جائے گا جس نے اس مشین کو اس کی فطرتِ صحیحہ کے خلاف چلانے کی کوشش کی تھی۔

اور تاریخ شاہد ہے کہ جب تک انسانوں نے اس مشین سے نظامِ عدل پر قائم رہ کر کام لیا، خود بھی بچے رہے اور یہ مشین بھی ٹھیک ٹھیک کام کرتی رہی، مگر جونہی ان کے قدم صحیح راستے سے بھٹکے تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف یہ کہ اس مشین نے کام دینا بند کر دیا بلکہ ان کو اس مشین کے مختلف پرزوں نے ہمیشہ کی میٹھی نیند سلا دیا۔ وہی پانی جو ہماری نوّے فی صد کاریگری کرتا ہے، قومِ نوحؑ کے لیے ایسی تباہی ثابت ہوا کہ جس نے ان کے ہنستے بستے شہر ویران کر دیئے۔ وہی پہاڑ جو انسانی ضروریات کے لیے ہمہ تن کمربستہ نظر آتے ہیں، عاد و ثمود کی تباہی و ہلاکت کا سبب بن گئے۔ وہی دریائے نیل جو مصر کی زرخیزی و شادابی کا فریضہ زمانہ قبل از تاریخ سے انتہائی خاموشی اور چابکدستی سے انجام دیتا رہا ہے، فرعون اور اس کی قوم کے متکبرین کے لیے قبرستان بن گیا۔

الغرض یہ کائنات کا عظیم کارخانہ آج تک صرف انہی کے دستِ کرم پر چلتا رہا ہے جنہوں نے اس کو چلانے کے لیے ڈھنگ سے چلایا اور جنہوں نے ذرا سی اس کی فطرت اور طبیعت کے خلاف حرکت کی تو اس کارخانے میں سے کوئی پرزہ اس کے لیے موت کا فرشتہ بن گیا۔ کائنات کا ہر ذرّہ، کارخانۂ قدرت کی ہر چیز ذہنِ انسانی کو اسی حقیقت کی طرف توجہ دلا رہی ہے۔ سورج کا اپنے مقررہ وقت پہ طلوع اور متعینہ گھڑی میں غروب، ستاروں کی مخصوص اوقات میں دھیمی دھیمی روشنی، سیّاروں کی ایک متعین رخ پر گردش۔ موسموں کا تغیر و تبدل، بہار و خزاں کی اپنے اپنے وقت پر جولانیاں سب سے اسی ضابطے اور کلیے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اگر سورج اپنا راستہ چھوڑ دے اور زمین اپنے محور سے نکل جائے، چاند اپنی منزل بدل ڈالے تو یہ تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ نہ زمین ہی رہے گی اور نہ نظامِ شمسی ہی باقی رہے گا۔

مگر کج فہم انسان نے کبھی بھی اپنے گرد و پیش سے یہ سبق حاصل نہیں کیا۔ وہ سب کچھ دیکھ کر بھی اندھا بنا رہا۔ سب سنتا ہے مگر سمجھ نہیں پاتا، اس لیے قدرت نے اسے سمجھانے کے لیے اور راہِ راست پر لانے کے لیے اپنے پیغمبر اور انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے اللہ کے پیغام کو انسان تک پہونچایا، مگر پھر بھی یہ کج فہم اپنے رویّے سے تائب نہ ہو سکا تو پھر قدرت نے اس سے کائنات کو پاک کر دینا ہی بہتر سمجھا، چنانچہ ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا اور انہیں ہلاک و برباد کر دیا گیا۔

دَورِ حاضر کا انسان

آج کا دَور اس حیثیت سے ایک مثالی دَور ہے کہ صنعت و تمدن میں جو ترقی اس دور میں ہوئی آج سے پہلے کبھی نہ ہو سکی مشینوں کی ایجاد نے انسان کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا پہلے انسان صرف اپنے پاؤں سے چلا کرتا تھا مگر اب موٹر، ریل گاڑی، ہوائی جہاز، کتنی ہی چیزیں اس مقصد کے لیے تیار ہو گئیں، پہلے ہاتھ سے لکھائی کی جاتی تھی، مگر اب سب کچھ پریس کے ذریعہ چند لمحوں میں پایۂ تکمیل کو پہونچ جاتا ہے ہر شعبہ جو انسانی ضرورت سے تعلق رکھتا ہے گوناگوں ایجادات اور بوقلموں اختراعات سے بھرپور ہے

مگر چونکہ اس تمام عمارت کا سنگِ بنیاد مادہ پرستی پر رکھا گیا تھا۔ اس لیے اس تہذیب کا اٹھنے والا ہر قدم مذہب و اخلاق سے دور سے دور ہوتا گیا۔ اور آج حالت یہ ہے کہ جو ممالک صنعتی ترقی کے علاوہ عروج پر ہیں، وہاں اخلاقی گراوٹ اپنی انتہا کو پہونچی ہوئی ہے ان کے ظاہر خواہ کتنے ہی خوبصورت اور دلفریب کیوں نہ ہوں، مگر ان کے باطن ان حیوانوں سے بھی بدتر ہیں جو صرف اپنی ہی خواہشات کی تکمیل کرنا چاہتے ہوں۔ گو وہ صنعتی اعتبار سے اپنی انتہا پر ہیں، مگر روحانیت کی سرزمین ان سے غیر آباد ہی ہو رہی۔ اس لیے ان میں دنیا بھر کی خرابیاں موجود ہیں، ان کے معاشرے کا ہر فرد مجسم شیطنت ہے۔ ان کی سوسائٹی کا ہر باب قانونِ الٰہی کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ ان کی معاشیات کی ہر فصل فطرت اور قدرتِ الٰہیہ کے احکام سے روگردانی پر مبنی ہے۔ ان کا ہر فعل اور ہر قول عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہا ہے۔

اور انہی کی اندھی تقلید میں دوسرے ممالک بھی اسی راستے پر بگٹٹ چلے جا رہے ہیں۔ راستہ کسی کو بھی نہیں سوجھتا۔ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے گرتے پڑتے، بس ایک سمت کو۔ جو یقیناً ہلاکت و تباہی کی سمت ہے تیزی سے چلتے جا رہے ہیں۔

یورپ کیا، ایشیا کیا، افریقہ کیا سب ایک ہی بت کے پجاری ہیں۔ یورپ میں برائی ایجاد ہوتی ہے جو تجربہ کے مراحل طے کرتی ہوئی افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں جا پہونچتی ہے۔ ان میں اگر کوئی فرق ہے تو صرف اس قدر کہ یورپ استاد ہے اور افریقہ و ایشیا اس کے شاگرد۔ وہ پروہت ہے اور یہ پجاری۔ وہ بانگ لگاتا ہے اور یہ نعرہ لگاتے ہیں۔

وہ کونسی خرابی اور برائی ایسی ہے جو آج پورے آب و تاب سے موجود نہیں۔ شرک اپنی ہزار سالہ تاریخ کے ساتھ ہزاروں شکلوں میں موجود ہے۔ بت پرستی اپنی پوری آن بان کے ساتھ عروج پر ہے۔ سود، رشوت، دغابازی لوٹ کھسوٹ، سٹہ بازی، پوری پوری شان و شوکت کے ساتھ معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی پر تشریف فرما ہیں۔ قتل، ڈکیتی، غنڈہ گردی لاقانونیت اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت

سوسائٹی کی ہر درز میں براجمان ہیں، فحاشی و عریانی بے حیائی کے سیلاب اپنی پوری تندی و تیزی کے ساتھ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ ان میں سے ہر برائی بجائے خود ایسی ہے کہ جس نے قوموں کی زندگیوں کے سفینے تباہی سے ہمکنار کر دیئے۔ مدین کی سرزمین اس لیے انسانوں کا قبرستان بنی کہ اس کے باشندے کم تولنے کی لعنت کا شکار تھے۔ قوم لوطؑ پر اس لیے عذاب الٰہی نازل ہوا کہ وہ خلاف وضع فطری عمل کے مرتکب تھے۔ عاد و ثمود کی بستیاں اس لیے ویران ہوگئیں کہ ان میں شرک و تکبر کے جراثیم پائے جاتے تھے۔ روم و یونان کی عظمت اس لیے افسانۂ پارینہ بنی کہ ان میں حد سے زیادہ بے حیائی و فحاشی رائج ہوگئی تھی۔

مگر آج کا انسان، ترقی یافتہ دور کا انسان سبھی کچھ کرتا ہے، قتل بھی کرتا ہے، چوری کا مرتکب بھی ہے، زنا کی لعنت کا شکار بھی ہے، لوٹ کھسوٹ میں بھی مبتلا ہے — رشوت اور جوا بازی میں بھی حصہ رکھتا ہے شرک و بت پرستی، اصنام پرستی بھی دل کھول کر کرتا ہے بے حیائی کی جتنی قسام آج ہیں شاید کبھی نہ ہوں گی۔ خلاف وضع فطری فعل نہ صرف یہ کہ رائج ہے بلکہ حکومتوں نے باقاعدہ اسے قانونی شکل دے رکھی ہے۔

لیکن اس کے باوجود قانون الٰہی حرکت میں نہیں آتا۔ آسمان سے آگ نہیں برستی زمین پانی کے سیلاب نہیں امڈتی، ستاروں کی گردش مہلک شکل اختیار نہیں کرتی آسمان خاموش ہے اور زمین ساکت۔ پھر وہ عذاب الٰہی کا قانون کیا ہوا؟ اگر قانون الٰہی موجود ہے تو پھر وہ کیوں ان "بندروں کی نسلوں" پر نہیں ٹوٹ پڑتا؟ جن کے شر و فساد سے اللہ کی زمین معمور ہو چکی ہے اور جن کے کردار و عمل سے زندگی کا سر گوشہ ظلم و ستم سے بھر ہو چکا ہے؟

قانونِ الٰہی کی حرکت!

بلاشبہ قانون الٰہی ان قوموں اور ملکوں کے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔ خوفناک عذاب تیزی اور سرعت کے ساتھ ان سلطنتوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔

اس عذاب کی کچھ قسطیں ادا ہو چکیں، اور کچھ ہو رہی ہیں اور کچھ مستقبل میں ہوں گی۔ جنگِ عظیم اول، روس کا انقلاب (۱۹۱۷ء) ہٹلر کی شخصیت، مسولینی کا کردار، جنگِ عظیم ثانی وغیرہ کی شکل میں کچھ قسطیں ادا ہو چکی ہیں۔ اور خاندانی منصوبہ بندی کے نتیجہ میں۔ انسانی نسلوں کی تباہی، بے حیائی و فحاشی سے قومی حس کی موت، بے حسی کا عام دور دورہ —، بے اطمینانی کی فضا، خوف و دہشت کا ورود عام روز افزوں گرانی وغیرہ وغیرہ قسطیں ادا ہو رہی ہیں اور جنگِ عظیم ثالث کی مہلک اور مہیب ترین قسط بہت جلد ادا ہونے والی ہے جو اپنی نوعیت کی واحد جنگ ہوگی جس میں مہلک ترین ہتھیار استعمال ہوں گے۔ جس میں ایٹمی اسلحہ مستعمل ہوگا۔ ہائیڈروجن بم خوفناک تباہی مچائیں گے۔ تباہ کن میزائل زہریلے اثرات سے انسانوں کی نسلوں کو ختم کر دیں گے اور اس کے علاوہ ہزاروں طرح کے عذاب جن کی اٹھان ہمارے اندر ہی سے ہوگی مستقبل میں ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔

یہ ہے اس تہذیب کا انجام جو معصیتِ الٰہی، بغاوت خداوندی پر استوار ہوئی تھی۔ یعنی تباہی .... ہلاکت ...... بربادی .....

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

اس عظیم ہلاکت، اس خوفناک تباہی سے نجات کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ زندگی کی گاڑی کو اسی لائن اور پٹڑی پر چلایا جائے جسے کارخانہ قدرت کے صناع نے اپنے دستِ قدرت سے پیغمبروں کے ذریعے بچھایا تھا، جس پر چلنے والے کارواں ہر خوف اور ہر خطرے سے بے نیاز رہ کر اپنی زندگی کا سفر طے کر لیتے ہیں۔

منڈی حاصل پور میں
ترجمان اسلام قاری
دین محمد صاحب سے
حاصل کریں

"محض درسِ نظامی کی کتابیں پڑھنے پڑھانے کا نام دیوبندیت نہیں"

مسلکِ علمائے دیوبند

"ضرورت تھی کہ اربابِ حق کے مسلک کو واضح کیا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ مقالہ

از قلم حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند

عمدہ تحقیق، علمی بصیرت و انصاف سے مرتب کیا گیا ہے" (پیش لفظ: علامۃ العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ)

عمدہ کتابت، بہترین طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت پلاسٹک کور۔ تعداد محدود ہے آج ہی منگوائیے اور مطالعہ کیجئے۔ قیمت =/۶ روپے۔ ملنے کا پتہ:-

عزیز پبلی کیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور، بالمقابل باغیچی قلعہ گوجر سنگھ

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی، نوشہرہ

احکام و مسائل رمضان المبارک

ماہِ رمضان کی فضیلت

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس اور برگزیدہ مہینہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے، اس مبارک مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان میں خاص شغلہ تلاوتِ قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یادِ خداوندی سے معمور رکھنا ہے۔ روزے میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہلاک کر دیتے ہیں۔ جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

روزے میں نیت کی ضرورت

۱۔ روزے میں نیت شرط ہے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں)۔ اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔

(۲) ۔ رمضان کے روزے کی نیت نصف دن سے پہلے تک کر سکتا ہے، بشرطیکہ صبح صادق ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور کوئی کام جو روزہ کا مفسد ہو نہ کیا ہو، اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی

(۳) ۔ زبان سے نیت کرنا فرض نہیں، لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے۔

بصوم غد نویت من شھر رمضان

(۴) ۔ اگر افطار کے وقت ہی اگلے روزے کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے۔

(۵) ۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا وغیرہ بلا شبہ درست ہے۔ نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

(۱) ۔ بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا (۲) بلا اختیار حلق میں گرد و غبار مکھی یا مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۳) ۔ آٹا پیسنے والے اور تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۴) ۔ کان میں پانی چلا جائے۔ ۵ ۔ خود بخود قے آئے (۶) خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے۔ (۷) ۔ قے اگر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا، اور کچھ خلل نہیں آتا۔ (۸) آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ (۹) خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا۔ (۱۰) بلغم یا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱۱) اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ (۱۲) ۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ (۱۳) اگر روزہ میں کوئی بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے، اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے، اگر ضعیف و ناتواں ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے (۱۴) اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے، لیکن حلق میں نہ جائے تو روزے میں خلل نہیں آتا۔ (۱۵) ۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا۔ (۱۶) ۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔

(۱۷) ۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہِ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جن باتوں سے قضا واجب ہوتی ہے

۱۔ کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا۔ ۲۔ قصداً منہ بھر قے کرنا۔ ۳۔ منہ بھر قے آئے تو اس کو نگل جانا۔ ۴۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزہ کو توڑنے والی ہیں۔ مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں۔ ۵۔ کنکر یا لوہے تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ ۶۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ ۷۔ دن باقی تھا، غلطی سے سمجھ کر آفتاب غروب ہو گیا

روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں ۸۔ جان بوجھ کر بغیر بھولنے کے صحبت کرنا کھانا، پینا روزہ کو توڑتا ہے، اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی، کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن سے مکروہ نہیں ہوتا

۱۔ بلا ضرورت کسی شے کو چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ ۲۔ قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے۔ ۳۔ تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ۴۔ قصد کرانا یا پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے۔ ۵۔ غیبت، بدگوئی لڑائی جھگڑا روزہ کو مکروہ کر دیتے ہیں، اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے۔ ۶۔ مسواک کرنا، سر پر یا موچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں ہے۔ ۷۔ سرمہ لگانے یا سرمہ لگا کر سو جانے سے روزے میں خلل نہیں آتا، نا واقف جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے۔ ۸۔ خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں۔ ۹۔ اگر بیوی کو اپنے خاوند، نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔ ۱۰۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

۱۔ اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے، تندرستی کے وقت قضا کرے۔ ۲۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ پھر قضا رکھے۔ ۳۔ حاملہ کو اپنے بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے۔ ۴۔ اپنے یا غیر کے بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کر لینا جائز ہے۔ ۵۔ ہمارے نواح کے چھتیس کوس یعنی اڑتالیس میل کا سفر ہو یا اس سے زیادہ ہو وہ سفر شرعی کہلاتا ہے۔ یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ ۶۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ گیا اور اب تک کھایا پیا نہیں، تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے، کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ ۷۔ اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹے میں ۴۸ میل پہنچ جائے گا تو اس کے لیے بھی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت ہو جائے گی۔

۸۔ بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے۔ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر بوزن انگریزی گندم ایک مسکین کو دے، لیکن اگر پھر کبھی طاقت آجائے گی تو قضا رکھنی ضروری ہوگی۔ ۹۔ عورت کو اپنے معمولی عذر (یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ۱۰۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آوے۔ جب خون بند ہو جائے روزہ رکھنا چاہیے۔ اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزے کی قضا ضروری ہے، جن دنوں یہ عذر رہا ہے۔ ۱۱۔ جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا، پینا نہیں چاہیے، بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

روزہ توڑنے کا بیان اور قضا رکھنے کا ذکر

۱۔ فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں۔ ۲۔ پس اگر لیا سخت بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑنے سے تو جان کا اندیشہ غالب ہے۔ یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے۔ ۳۔ یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ ۴۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیئے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ کیا خبر موت آجائے اور فرض ذمہ پر رہے۔ شلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہیے۔ ۵۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار) رکھے یا جدا جدا متفرق۔ ۶۔ اگر قضا رکھنے کا وقت پایا، لیکن بغیر ادا کئے مر گیا، تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گندم صدقہ کریں۔ ۷۔ اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزے کے صدقہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت

۱۔ روزہ کے لیے سحری کھانا مسنون ہے۔ ۲۔ باعثِ ثواب ہے۔ ۳۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "سحر کھایا کرو اس میں بڑی برکت ہوتی ہے"۔ ۴۔ یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھائے، بلکہ ایک یا دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا، یا دو چار دانے چبالے گا تب بھی ثواب پائے گا۔ ۵۔ اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی (اور کچھ کھا لیا) تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے۔ ۶۔ اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک کہ صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھائیے پیو۔

روزہ افطار کرنے کا بیان

۱۔ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہیے۔ البتہ جس روز ابر

ہو تو احتیاط کے لیے دیر کرنا بہتر ہے ۔ ۳۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے ۔ ۴۔ یہ نہ ہوں تو پانی بہتر ہے ۔ ۵۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی، چاول، شیرنی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزے میں نہیں آتا ۔ ۶۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور خرما و کھجور سب سے افضل ہے ۔ ۷۔ اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا ۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا ۔ پھر تم اس کو ذلیل کرکے کیوں بخیل کہلاتے ہو ۔ ۸۔ البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو ۔ یہ حدیث وفقہ سے ثابت ہے ۔ ۹۔ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز و جماعت میں غروب کے بعد دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ ۱۰۔ افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ
وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

تراویح اور وتر کا بیان

(۱)۔ عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح باجماعت مسنون ہے ۔ (۲)۔ بعض لوگ جو بارہ یا آٹھ بتلاتے ہیں، درست نہیں ۔ ۳۔ اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیے ۔ (۴)۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو ۔ ۵۔ تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں ۔ (۶)۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیے ۔ چار نہ سمجھے ۔ ۷۔ جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ باجماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے ۔ ۸۔ جس شخص کو عشاء کے فرض باجماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے (۹)۔ جو حافظ روپے کے طمع میں قرآن مجید سناتا ہے اس سے وہ امام بہتر ہے جو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لے ۔ (۱۰)۔ اگر اجرت مقرر کرکے قرآن مجید سنایا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو ۔ (۱۱) اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے ۔ (۱۲) نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں ۔ حدیث وفقہ سے ایسا ہی ثابت ہے ۔

اعتکاف اور شب قدر کا بیان

(۱)۔ اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے ۔ (۲)۔ اگر تمام بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترکِ سنت کا وبال رہتا ہے ۔ (۳)۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا ۔ (۴)۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں البتہ نیک کلام کرنا چاہیے ۔ بدکلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہیے ۔ (۵)۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہو ۔ (۶) اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو ۔ (۷)۔ یہ بھی جائز اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ گھنٹے کے لیے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے ۔ (۸) شب قدر کا رمضان کے اخیر عشرہ میں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ کو ہونا چاہیے ۔ احادیث میں وارد ہے ۔ لہٰذا ان مخصوص راتوں کو بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیے ۔

صدقۃ الفطر کا بیان

(۱)۔ صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسی قدر وزن کے چاندی کے روپے ہوں یا زیور یا مال و جائداد یا تجارت کا مال ہو یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اسی قدر وزن کی اشرفیاں یا زیور ہوں (۲)۔ یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال بھی گزر گیا ہو (۳) اگر کسی کے پاس مال بہت ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۃ فطر واجب نہیں ۔ (۴)۔ جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی ۔ (۵) صدقۃ الفطر ایک آدمی کا پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو یا ان کی قیمت ہے ۔ اپنے نادار عزیز و اقارب سب سے زیادہ مستحق ہیں ۔ (۷)۔ ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقۃ فطر دیا جائے تو درست ہے ۔ (۸)۔ اگر ایک آدمی کا صدقۃ فطر کئی محتاجوں کو دے دیں تو بھی ہے ۔ (۹) عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے ۔ (۱۰) جس نے عذر سے یا غفلت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ فطر واجب ہے ۔ بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار مال رکھتا ہو ۔ (۱۱)۔ صدقۃ فطر مؤذن یا امام وغیرہ کو اجرت میں دینا جائز نہیں ۔ (۱۲)۔ اور مسجد کی تعمیر اور اس کے مصارف میں لگانا بھی درست نہیں ہے ۔

رویت ہلال کا بیان

(۱)۔ اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا، ایک یا دو کے قول کی سند نہیں ۔

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

اصول معاشیات
قرآن عزیز کی روشنی میں

یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ قرآن عزیز نے اپنی اساسی روش کے مطابق عبادات، معاشرتی معاملات، سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشیات میں بھی صرف اساسی اصول اور معجزانہ اختصار کے ساتھ اصول و کلیات ہی کا ذکر کیا ہے اور ان تفصیلات و تشریحات کو ارشادِ نبوی (احادیث) اور ان سے مستنبط احکام (فقہ) کے حوالہ کر دیا ہے۔

حقِ معیشت میں مساوات

معاشیات سے متعلق قرآن عزیز نے جن اساسی اصول کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ رزق اور معاش کا حقیقی تعلق صرف ذاتِ الٰہی سے وابستہ ہے اور وہی ہر فرد کا کفیل ہے۔ اور اگرچہ اس کی مصلحت عام اور حکمتِ تام کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے اس تنوع ماحول میں رزق کے اندر تفاوتِ درجات پایا جائے امارت و غربت کے فطری تنوع کے باوجود یہاں ایک فرد بھی محروم المعیشت نہ رہنے پائے کیونکہ اس نے حقِ معیشت کو سب کے لیے مساوی اور برابر رکھا ہے اور کسی کو بھی اس حقِ معیشت میں دخل انداز ہونے کا حق عطا نہیں فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہے اس کا وعدہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ہر ایک جاندار کی معیشت اس کے ذمہ ہے اس کے لیے حسبِ نصوص قابلِ مطالعہ ہیں:

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ (ہود)

اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

وفی السماء رزقکم وما توعدون ٥ - (الذاریات)

اور تمہارا رزق اور جس شے کا تم وعدہ دیے گئے ہو آسمان میں ہے (یعنی اللہ کے ذمہ ہے)

ولا تقتلوا اولادکم من املاق ط

اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو۔

نحن نرزقکم وایاھم (انعام)

ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی۔

ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ مع اللہ: (نمل)

اور آسمان اور زمین سے تم کو روزی کون پہونچاتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟

ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین ٥ (الذاریات)

بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی دینے والا ہے بڑی مضبوط قوت والا ہے۔

وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برازقین ٥ (الحجر)

اور ہم نے تمہارے لیے زمین میں معیشت کے سامان بنا دیے ہیں اور ان کے لیے جن کو تم روزی نہیں دیتے۔

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (بقرہ)

وہ (خدا) وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

ان آیات میں بغیر کسی تخصیص کے ہر فرد بشر کو خطاب ہے اور ان کی روح یہ ہے کہ معیشت و اسبابِ معیشت خدائے تعالیٰ کے خزانہ عامرہ کی ایسی عطا و بخشش ہے کہ جس سے فائدہ اٹھانے کا ہر جاندار کو برابر کا حق ہے اور ان آیات کا اس روح کی زیادہ وضاحت و صراحت حسبِ ذیل آیات کرتی ہیں:

وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبٰرک فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواءً للسائلین (حٰم سجدہ)

اور رکھے اس زمین پر بوجھل پہاڑ (جو اس کی پیٹھ پر) اور برکت رکھی اس کے اندر اور چار دن میں اندازہ لگایا رکھیں۔ اس میں ان کی خوراکیں جو برابر ہیں (بلحاظ طلبِ معیشت) سب حاجت مندوں کے لیے۔

واللہ فضل بعضکم علیٰ
بعض فی الرزق فما الذین
فضلوا برادی رزقھم
علیٰ ما ملکت ایمانھم
فھم فیہ سواءً افبنعمۃ
اللہ یجحدون -
(سورۃ النحل)

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے پھر ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو زیادہ روزی دی گئی ہے وہ اپنی روزی کو اپنے زیر دستوں میں لوٹا دیں کہ اس روزی میں وہ سب کے سب برابر ہو جائیں - پھر کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے صریح منکر نہیں ہو رہے ہیں

ان آیات میں حق معیشت کی مساوات کا جس قدر صاف اور صریح اعلان ہے وہ اپنی مثال آپ ہے - اور اس کا انکار بداہت و صراحت کا انکار ہے -

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

لیکن اب سوال یہ ہے کہ منشائے الٰہی کے اس مقصد عظیم کو پورا کون کرے اور اس عالم اسباب میں اس کی تکمیل کس کے ذمہ واجب ہے ؟ تو اسلام کے نظام کا مکمل نقشہ جن نگاہوں کے سامنے ہے وہ با آسانی یہ جواب دے سکتے ہیں کہ اس "عالم تشریع" میں یہ فریضہ نائب الٰہی خلیفہ پر عاید ہوتا ہے کہ قلمرو اسلامی میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو حق معیشت میں محروم ہو اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہو [illegible]ت میں درانداز بن سکے اور [illegible]یت اس منشاء الٰہی کو پورا نہیں کرتی [illegible]ظام" کی حامل اور نظام عدل سے منحرف ہے - چنانچہ بقرہ کی اس آیت :

ھو الذی خلق لکم ما فی
الارض جمیعاً

کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"جملہ اشیاء عالم بدلیل فرقان واجب الاذعان "خلق لکم ما فی الارض جمیعاً" تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں - یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ ناس (انسان) ہے اور کوئی شے فی حد ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں بلکہ ہر شے اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے اور من وجہ سب کی مملوک ہے، ہاں بوجہ رفع نزاع و حصول انتفاع قبضہ کو علت ملک مقرر کیا گیا ہے اور جب تک کسی شے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے - اس وقت تک کوئی اور اس میں دست درازی نہیں کر سکتا ہاں خود مالک و قابض کو چاہیے کہ اپنی حاجت سے زاید پر قبضہ نہ رکھے بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کر دے، کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں - یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے بالکل زاید جمع رکھنا بہتر نہ ہوا - گو زکوٰۃ بھی ادا کر دی جائے اور انبیاء و صلحاء اس سے بنہایت مجتنب رہے - چنانچہ احادیث میں یہ بات واضح ہوتی ہے بلکہ بعض صحابہؓ و تابعینؒ نے حاجت سے زاید رکھنے کو حرام ہی فرما دیا ہے - بہر حال غیر مناسب اور خلاف اولیٰ ہونے میں تو کسی کو کلام ہی نہیں -

اس کی وجہ یہی ہے کہ زاید علی الحاجت سے اس کی تو کوئی غرض متعلق نہیں اور اوروں کی ملک "من وجہ" اس میں موجود - تو گویا شخص مذکورہ من وجہ مال غیر پر قابض و متصرف ہے اور اس کا حال بعینہ مال غنیمت کا سا تصور کرنا چاہیے - وہاں بھی قبل تقسیم یہی قصہ ہے کہ کل مال غنیمت تمام مجاہدین کا مملوک سمجھا جاتا ہے ، مگر بوجہ ضرورت و حصول انتفاع "بقدر حاجت" ہر کوئی مال مذکور سے منتفع ہو سکتا ہے - ہاں حاجت سے زاید جو رکھنا چاہے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہیے ، (یعنی خائن شمار ہو گی)

اور مشہور محدث ابن حزم ظاہریؒ نے اس سلسلے میں محلّیٰ میں جو روایات نقل کی ہیں وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہیں -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

" جس شخص کے پاس قوت وطاقت کے سامان اپنی حاجت سے زاید ہوں اس کو چاہیے کہ اس فاضل سامان کو کمزور کو دے اور جس شخص کے پاس خورد و نوش حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہیے کہ فاضل سامان نادار اور حاجت مند کو دیدے"

ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح مختلف انواع مال کا ذکر فرماتے رہے - حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہے - (محلی ج ۶ ص ۱۵۷ ، ص ۱۵۸)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات کا آج مجھے اندازہ ہوا ہے اگر اس کا پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلا شبہ ارباب ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء و مہاجرین میں بانٹ دیتا -

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تین سو صحابہؓ سے متعلق یہ حدیث حجت کو پہنچ چکی ہے کہ (ایک موقع پر) ان کا سامان خورد و نوش ختم ہونے کے قریب آ گیا پس حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ جس جس کے پاس جس قدر موجود ہے وہ حاضر کرو اور پھر سب کو یک جا جمع کر کے ان سب میں برابر تقسیم کر کے سب کی قوت

لا یموت کا سامان مہیا کر دیا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کی معاشی حاجت کو بدرجۂ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے، پس اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے تو وہ محض اس لیے کہ اہل ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے اور اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن اس کی باز پرس کرے گا۔ اور اس کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری احادیث اور آیات قرآنی کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے مشہور محدث ابن حزمؒ ظاہری یہ مسئلہ تحریر فرماتے ہیں۔

اور ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غربا کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور مال فے (بیت المال کی آمدنی) ان غرباء کی معاشی کفالت کو پوری [illegible] ہو تو سلطان (امیر) ان ارباب دولت کو اس کفالت کے لیے مجبور کر سکتا ہے (یعنی ان کے فاضل مال سے بہ جبر لے کر فقراء کی ضروریات میں صرف کر سکتا ہے۔) اور ان کی زندگی کے اسباب کے لیے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے۔ کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو۔ پہننے کے لیے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو۔ اور رہنے کے لیے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اس بات پر صحابہ کا اجماع ہے
کہ اگر کوئی شخص بھوکا، ننگا یا ضروریات
رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے
فاضل مال سے اس کی کفالت
کرنا فرض ہے۔"

اب ان تمام نصوص قرآنی اور [illegible] احادیث و فقہی روایات کو سامنے رکھ کر بہ نظر انصاف غور فرمائیے کہ "اسلام کا معاشی نظام" حق معیشت کی مساوات کا کس طرح صاف اور واضح اعلان کرتا ہے اور امیر اسلام کے اختیارات میں وسعت دے کر اس کی حفاظت کے لیے کس قدر عادلانہ دستور قائم کرتا ہے؟

جو دماغ اسلامی نظام کے حقائق سے ناآشنا اور موجودہ فاسد نظام ہی کو کہ جس میں امارت و غربت کا قابلِ نفرت حد تک تفاوت نظر آتا ہے" اسلامی نظام سمجھتے ہیں ان کے لیے یہ باتیں بلاشبہ حیرت زا ہیں۔

اور ان میں سے بعض تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے منشائے الٰہی کے خلاف ہے، کیونکہ خدائے تعالیٰ نے جب خود ہی لاکھوں کروڑوں انسانوں کو محروم المعیشت پیدا کیا اور غربت و امارت کا یہ فرق بھی خود کہ ایک کروڑپتی ہے اور دوسرا نان جویں سے بھی محروم" اسی کا بنایا ہوا ہے تو پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ حق معیشت میں تمام افراد انسانی مساوی ہیں اور یہ کہ کوئی فرد اس کائنات میں محروم المعیشت نہ رہے۔

اور بعض اس گمراہی میں ہیں کہ جو کچھ کیا گیا ہے اسلامی نظام کو ہمہ گیر ثابت کرنے کے لیے ایک جدید کوشش ہے جو دنیا کے رجحانات اور وقت کے تقاضوں کے سامنے سپر ڈالتے ہوئے احکام الٰہی کی ترمیم و تبدیل کی شکل میں پیش کی جا رہی ہے۔ یا اشتراکیت و اشتمالیت سے مرعوب ہو کر قبائے مارکسزم کو اسلام کے جسم پر موزوں کیا جا رہا ہے،

لیکن افسوس کہ و صد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں خیالات وساوس اور اوہام فاسدہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور درحقیقت یہ نتیجہ ہے اس عام بے تمیزی کا جو اسلامی تعلیم کے متعلق مسلم فضا میں ابرِ محیط کی طرح چھائی ہوئی ہے اور یہ ثمرہ ہے، اپنے حقائق سے یکسر ناآشنا ہوتے ہوئے اس مرعوبیت کا، جو مغربی تعلیم کی بدولت ہم پر طاری و ساری ہے۔

یہ دونوں خیالات، وسوسہ یا سفسطہ کیوں ہیں؟ اس لیے! کہ ہم اس قسم کے مسائل پر بحث کرتے وقت اسلام کی اس بنیادی حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ عالم تکوین اور عالمِ تشریع میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ اللہ نے جس قانون الٰہی کو کائنات کی کامرانی کا واحد حل تجویز فرمایا ہے، ذی عقل کائنات عالم کو جس کے امتثال کی تکلیف دی ہے اور جس کی تعمیل کے لیے مکلف بنایا ہے اس کا تعلق تکوینیات سے ہے یا تشریعات سے؟

سو اگر ہم اس بنیادی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیتے تو بلاشبہ اس قسم کے وساوس اور اوہام کی صورت ہی پیدا نہ ہوتی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خالق کائنات نے کائنات کے آغاز و انجام کا جو تکوینی نظام بنایا ہے اس کا تمام تر تعلق صرف اپنی ذاتِ احدیت ہی کے ساتھ رکھا ہے اور اس میں کسی دوسرے کے دخل کی مطلق گنجائش نہیں ہے اور نہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ نظام تکوینی میں کسی شے کے لیے کیا ہے اور کیا نہیں اور نہ اس علم کا ہم کو مکلف بنایا گیا ہے اور اس کا تعلق سرتاسر "عالم تکوینی" سے ہے۔ البتہ اس نے حضرت انسان (ثقلین) کو جب کہ عقل و شعور اور ادراک و تمیز عطا فرمائے ہیں تو اس عطاء و بخشش کے بعد اس کو یونہی بیکار اور معطل نہیں چھوڑ دیا، بلکہ اشیاء کے حسن و قبح اور اپنی مرضیات و نامرضیات کی معرفت اور ہدایت و گمراہی اور حق و باطل میں امتیاز کے لیے، نیز افراد کو اجتماعی مسلک میں منسلک کرنے کے لیے ایک بہترین نظام عطا فرمایا اور اس میں اچھی و بری دونوں راہوں کو واضح کر دیا:

"وھدینٰہ النجدین"

اس نظام کا نام "نظام تشریعی" ہے اور کائنات

ہیں "پہلے انسان" کے ساتھ ساتھ یہ "نظام"
"عالم تشریعی" پر حاوی ہے اور انبیاء و رسل کے
ذریعے برابر دنیائے انسانی پر کارفرما رہا ہے اور
اس کی فلاح و بہبود کا ضامن و کفیل ہے۔ پس یہی وہ
نظام ہے جس کا انسان مکلف ہے اور اسی کے
امتثال کے لیے وہ مامور ہے اور یہی وہ نظام ہے
کہ جب حد کمال کو پہونچا تو قرآن عزیز کی شکل میں
جلوہ افروز ہوا۔

پس اگر یہ بنیادی حقیقت ہمارے پیش
رہے تو ہم باآسانی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے
دائرہ بحث سے باہر ہے کہ ہم "نظام تکوینی" سے
بحث کریں، بلکہ ہم صرف "نظام تشریعی" (قانونِ
تشریعی) ہی کے دائرہ میں محدود رہ کر بحث کر سکتے
ہیں۔ تو اب قرآن عزیز سے نقل شدہ نصوص
کو ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجیے کہ کیا ان نصوص
کی مراد یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت عامہ
اور حکمتِ بالغہ کی بنا پر کائناتِ انسانی میں
امارت و غربت کے تفاوتِ درجات کو
ترقی دینے کے لیے ایسا نظام قائم کرے کہ
تمام ثروت و دولت امیروں کے ہاتھ میں آ
جائے اور کروڑوں فقیر و محتاج بن کر ایڑیاں
رگڑ رگڑ کر جانِ آفریں کو جان سپرد کر دیں اور اس
طرح (العیاذ باللہ) منشائے الٰہی کو پورا
کریں۔؟

اور اگر ان آیات قرآنی کا مطلب یہ نہیں
ہے تو پھر اس کے سوا دوسرا کیا مطلب
ہو سکتا ہے، کہ درجاتِ معیشت میں فطری
حد تک تفاوت کے باوجود حقِ معیشت
میں تمام کائناتِ انسانی مساوی اور برابر کی
شریک ہے اور کسی صاحب ثروت کی دولت
و ثروت غریبوں کی غربت میں اضافہ کرنے
کے لیے نہیں ہے، بلکہ خدا کی وہ امانت ہے
جو اجتماعی نظام کے زیر فرمان غرباء و مساکین
کی غربت و مسکنت کو فنا کرنے کے لیے
استعمال ہونی چاہیے۔ گویا صاحب ثروت
کی ثروت غرباء کی غربت کے لیے رحمت
ثابت ہو، نہ کہ زحمت۔

اور اگر اربابِ ثروت ایسے عادل سسٹم
کو منظور نہ کریں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو پھر
خدا کے نائب (خلیفہ) کا فرض ہے کہ وہ اسلام
کے "اجتماعی معاشی نظام" کے مطابق اربابِ
ثروت کو قانوناً اس پر مجبور کرے اور اگر
بیت المال کا مالیہ کافی نہ ہو اور اس سے بھی
قلمرو خلافت میں محروم المعیشت انسان
موجود رہ جائیں تو اہلِ دولت کے سرمایہ سے
بہ جبر حاصل کر کے "حقِ معیشت کی مساوات"
کو بروئے کار لائے خواہ وہ اہلِ دولت اپنے
مال میں سے تمام "عاید شدہ مالی فرائض و حقوق"
ادا کر چکے ہوں۔

الحاصل قرآنی نصوص اور ان کی
مؤید احادیثِ رسول اور ان سے مستنبط فقہی
احکام یہ واضح کرتے ہیں کہ "حقِ معیشت کی مساوات"
کا یہ نظریہ منشائے الٰہی کے خلاف نہیں بلکہ
عین منشائے الٰہی کے مطابق ہے اور یہ جدید
نظریہ نہیں ہے کہ مارکسزم کی حمایت یا اس سے
مرعوبیت کی بنا پر احکام اسلامی کی انوکھی تعبیر
کے ذریعہ وجود میں آیا ہو، بلکہ اسلام کا وہ
بنیادی اور اساسی "حکم" ہے جو اپنے وجود
سے آج تک غیر متبدل اور غیر متزلزل رہا ہے
اور اگر ہم نے اس کو سمجھنے کی کبھی کوشش نہیں کی
یا دوسرے انسانوں کے اختراعی معاشی نظاموں
سے مرعوب ہو کر ہم نے اسلامی معاشی نظام
کو یکسر بھلا دیا تو اس میں اپنا قصور ہے نہ کہ
اسلامی نظام کے بیان کرنے والے اور اس کی
اصل حقیقت سے روشناس کرانے والے کا۔

اور یہ بھی سخت گمراہی ہے کہ ہم یہ یقین
کر بیٹھے ہیں کہ غربت و امارت کا یہ غیر فطری
تفاوت اور جابرانہ امتیاز جو آج ہم کو کائنات
پر چھایا ہوا نظر آتا ہے، خدا کا بنایا ہوا ہے،
بلکہ یہ "فاسد نظام ہائے معاشی" کے ثمرات و
نتائج ہیں اور خدا کی مرضی یہ ہے کہ اس قسم کے
تمام "نظام ہائے فاسد" کو یک قلم سوخت ہو
جانا چاہیے۔

بقیہ۔ مشرق و مغرب

مغربی برلن کے مسئلے پر چار فریقی معاہدہ۔ یورپ
کے سوشلسٹ اور سرمایہ دار ملکوں کے
درمیان معاہدے نیز روس، چیکوسلواکیہ اور
پولینڈ کے مغربی جرمنی کے ساتھ معاہدے
کئے گئے۔ حال ہی میں ہیلسنکی میں کل یورپ سلامتی
کانفرنس کے فیصلے جن میں امریکہ، روس اور
کینیڈا شامل تھے ایسے تاریخی فیصلے ہیں جنہوں نے
ایک بار پھر پوٹسڈیم اصولوں کو زندہ کر دیا ہے
اور یورپ میں جنگ سے پیدا شدہ سرحدوں
کو مستقل حیثیت دے دی گئی ہے۔

چٹ پر سرخ نشان
چندہ ختم
ہونے کی علامت ہے

معالم القرآن

غیبی حقائق، تاریخی حوادث، اجتماعی مسائل
ایمانی قواعد، متقدمین اور متاخرین کی تشریحات
کا معلوماتی ذخیرہ!

ہر چار ماہ کے بعد ایک پارہ پر مشتمل ایک جلد
پارہ اول صفحات ۶۳۲، مجلد ۳۶ روپے
پارہ دوم صفحات ۷۸۰، مجلد ۳۹ روپیہ

ملنے کا پتہ
(۱) دار العلوم الشہابیہ شہر سیالکوٹ
(۲) مکتبہ تعمیر القرآن۔ اردو بازار لاہور شہر

جواہرات

تحریر مولانا شمس الدین صاحب چنیوٹ

سیرت رحمت اللعالمینؐ کا ایک گوشہ!

عفو و درگذر کی حیرت انگیز مثالیں!

خذ العفو و امر بالعرف

شان نزول :

ابن مردویہ نے حضرت سعد بن عبادہ سے نقل کیا کہ غزوہ احد میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے اور بڑی ہی بے دردی سے ان کے اعضاء کاٹ کر لاش کی بے حرمتی کی گئی، تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لاش کی اس ہیئت کو دیکھ کر فرمایا: "جن لوگوں نے حمزہ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے، میں ان کے ستر آدمیوں سے ایسا معاملہ کر کے چھوڑوں گا۔ چنانچہ یہ آیت اتری۔

عفو کا معنیٰ ! حضرت ابن عباسؓ :

"وہ مال جو ان کی ضروریات سے زاید ہیں۔ یا وہ مال جو تم کو لاکر دیں، وہ لے لو۔"

حضرت ضحاکؒ :

"جو زیادہ ہے وہ خرچ کرو۔"

حضرت زید بن اسلمؒ :

"یہ مشرکین سے عفو و درگذر کا حکم ہے جو دس سال رہا۔ پھر سختی کا حکم ہوا۔"

حضرت مجاہدؒ :

"لوگوں کے اخلاق و اعمال سے درگذر کرو۔ یعنی ان کے اعمال و اخلاق کا کھوج نہ لگاؤ۔ مراد یہ ہے کہ لوگوں سے درگذر کرو اور بری صحبت اختیار کرنے سے بچو۔" (ابن کثیرؒ)

جمہور مفسرینؒ :

"ہر ایسا کام جو آسانی کے ساتھ بغیر کسی کلفت اور مشقت کے ہوسکے۔" (کذا فی المعارف جلد رابع)

آیت کا مفہوم :

اس آخری قول کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ واجبات شرعیہ میں آپ لوگوں سے اعلیٰ و بلند معیار کا مطالبہ نہ کریں۔ مثلاً نماز کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ ساری دنیا سے منقطع اور یکسو ہو کر اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھے ہوتے اس لیے کھڑا ہے کہ حمد و ثناء کے ساتھ اپنی معروضات کو بلا واسطہ بارگاہ الٰہی میں پیش کر رہا ہے۔ گویا وہ اس براہ راست حق تعالیٰ جل شانہ سے مخاطب ہے اس پر اس کے جو آثار خشوع و خضوع اور ادب و احترام کے ہونا چاہئیں ظاہر ہے کہ لاکھوں میں سے کسی کسی کو نصیب ہوں گے۔ ہر کس و ناکس کو نصیب کہاں۔

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا کہ آپ ان سے اعلیٰ معیار کا مطالبہ نہ کریں۔ جس درجہ کو آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اس کو شرف قبولیت بخشیں۔

روایات

١۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کے اعمال و اخلاق میں سرسری اطاعت قبول کرلوں۔ میں نے عزم کرلیا کہ جب تک ان میں ہوں، ایسا ہی عمل کروں گا۔"

٢۔ حضرت عینیہؒ کی روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتاری تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس کا مقصد دریافت کیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قسم دیتے ہیں جو تمہاری ذات پر زیادتی کرے تو اس کو معاف کر دیا کرو۔ جو تم کو نہ دے، تم اسکو دو۔ جو تم سے تعلق جوڑے، تم اس سے تعلق جوڑو۔

٣۔ امام احمدؒ نے عقبہ بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکارم اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا :

"جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو، جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملا کرو، جو تم کو محروم کردے تم اس کو بخش دو۔"

حضرت علیؓ سے بھی اسی قسم کی روایت وارد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی عفو و درگذر کا نمونہ تھی۔ ہم بطور نمونہ چند واقعات درج کرتے ہیں :

اپنوں سے عفو۔

١۔ غزوہ حنین میں تقسیم غنائم کے موقعہ پر ایک انصاری نے کہا۔ یہ تقسیم خدا کی رضامندی کے لیے نہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ خدا موسیٰ پر رحم کرے۔ ان لوگوں نے ان کو اس سے بھی زیادہ ستایا تھا۔ (بخاری)

٢۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ حسب معمول مسجد سے نکلے ایک بدو نے آکر آپ کی چادر زور سے کھینچی

کہ گردن مبارک سرخ ہوگئی - آپ نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا اور مسکرائے - اس نے کہا میرے اونٹ غلہ سے لاد دو، کیونکہ یہ مال نہ تیرا ہے، نہ تیرے باپ کا - آپ نے ارشاد فرمایا پہلے میری گردن کا بدلہ دو تب غلہ ملے گا - وہ کہتا جاتا تھا خدا کی قسم میں ہرگز بدلہ نہ دُوں گا -

غیروں سے درگذر؟

۱- وحشی جس نے اسلام کے قوت وبازو اور آپ کے عزیز ترین چچا کو شہید کیا تھا فتح مکہ کے بعد سرزمینِ مکہ اس کا مأمن نہ بن سکتی تھی - چنانچہ طائف کا رُخ کیا، مگر چند دن نہ گذرنے پائے تھے کہ طائف نے سر تسلیم خم کر دیا - اب سرزمینِ عرب اس پر باوجود وسعت کے تنگ ہوگئی - اب ایک ہی رستہ تھا کہ اپنے آپ کو مظلوموں کے دادرس کے دروازے پر جاکر زندگی کی بھیک مانگے - حاضری کے لیے سوچا، مگر ہمت جواب دیتی تھی - بالآخر سن پایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفراء کو قتل نہیں کرتے - اشتہاری مجرم سفراءِ طائف کے وفد میں شامل ہوکر آستانہ نبوی پر حاضر ہوا اور حلقہ بگوشِ اسلام ہوا ہی تھا کہ آقاء دوجہان نے ارشاد فرمایا:

"وحشی! اسلام تو تمہارا قبول،
مگر میرے سامنے نہ آنا کیوں کہ
تمہیں دیکھ کر چچا یاد آجاتا ہے"

۲- عکرمہ ان اشتہاری مجرموں میں سے ایک تھا جس کو حرم میں بھی پناہ نہیں تھی، بلکہ جہاں مل جائیں قتل کیے جانے کا حکم تھا - یمن کا رُخ کیا، بیوی مسلمان ہوئیں اور خاوند کے لیے امان مانگی - پیکرِ عفو سے سلامتی کا پروانہ لیے یمن پہونچی - عکرمہ سر جھکائے حاضر ہوئے - عکرمہ کو دیکھ کر آپ فوراً اُٹھے، اس تیزی سے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا کہ چادر مبارک جسمِ اطہر سے کھسک گئی اور زبان پر یہ الفاظ تھے:-

مرحباً بالراکب المہاجر

(مؤطا امام مالک کتاب النفر)

۳- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ غزوۂ خیبر میں ایک یہودیہ نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا - جو صحابہؓ آپکے ساتھ شریکِ طعام تھے ان کو آپ نے کھانے سے ہاتھ اُٹھانے کا حکم دیا - اس عورت کو بلایا اور پوچھا تو نے اس بکری میں زہر کیوں ملایا وہ یہودیہ بولی کہ میں نے ارادہ کیا کہ جانچ لُوں آپ اگر نبی اللہ ہیں تو اللہ پاک آپ کو اطلاع دے دے گا اور اگر (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دے دوں گی حضور علیہ السلام نے اسے معاف فرما دیا -
(حیاۃ الصحابہ)

(البتہ جب حضرت بشرؓ اس زہر آلود گوشت کا لُقمہ کھا لینے کی وجہ سے شہید ہوگئے تو پھر ان کے قصاص میں اسکو قتل کیا گیا - وفات کے وقت اس زہر کے اثرات آپ پر ظاہر ہوگئے تھے -

۴- ہبار بن الاسود وہ شخص ہے جس نے جان بُوجھ کر حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ سے گرا دیا چوٹ آئی جس سے حمل ساقط ہوگیا - اس کے علاوہ اور بھی جرائم کیے تھے - مکہ کی فضائیں جب توحید کے زمزموں سے گونج اٹھیں اور شرک و بت پرستی کے مہاتے اپنا منہ چھپانے کے لیے جگہ کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے تو ہبار اپنے سابقہ جرائم کے پیشِ نظر ایران بھاگ جانا چاہتا تھا، مگر بحرِ عفو کی ناپیدا کنار موجوں نے اس تشنہ کام کو اپنی طرف کھینچا - حاضرِ خدمت ہوا اور ساری بات کہہ کر سابقہ جرائم کا اعتراف کر لیا -

ارشاد ہوا "ہبار! تمہارا قصور معاف اور تمہارا اسلام قبول ہے"

یہ واقعات اس بات کی وضاحت کے لیے کافی ہیں کہ آپ کی زندگی آیت عفو کا عملی نمونہ تھی - یہیں تک ہی نہیں بلکہ آپکے تربیت یافتہ شاگرد بھی آپ کی زندگی کا عکس تھے - اللھم اجعلنا من اتباعھم (آمین)

حاصلِ کلام

لوگ دو قسم کے ہیں:

۱- اچھے کام کرنے والے -
۲- بدکار -

آیت میں دونوں طبقوں کے لیے ہدایت کے رہنما اصول بتلائے گئے ہیں - اوّل طبقے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ زیادہ تفتیش وتجسس میں نہ پڑو اور ان کی ظاہری نیکی کو قبول کر لو، کیونکہ ہر ایک نیکی کے اعلیٰ معیار کو نہیں پہونچ سکتا - پس جتنا آسانی سے ہو اسکو کافی جانو -

دوسرے طبقے کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو سیدھا اور سلامتی کا راستہ بتلاتے رہیں اگر قبول کر لیں تو بہتر ورنہ ان کی جاہلانہ گفتگو سے تعرض نہ کریں -

ہاں البتہ یہ سمجھنا یقیناً غلطی ہے کہ جب کوئی خدا کے حقوقِ واجبہ میں قصور کرے - یا اللہ تعالیٰ سے کفر کرے، یا واحدانیت سے جاہل رہے، یا مسلمانوں سے اپنی جہالت کے سبب لڑے یا شرک و بدعت کی تعلیم وتبلیغ کرے تو تب بھی خاموشی اختیار کر لی جائے اور درگذر کو اپنایا جائے -

ایسے وقت میں خاموشی اور عفو و درگذر حق کا خون کرنے اور گونگا شیطان بننے کے مترادف ہے -

اس وقت جرات و بہادری سے اعلانِ حق کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت کو زندہ کرنا ہے - اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راہ پر چلائے اور اس پر آشوب دَور میں صدائے حق بلند کرنے کی توفیق دے - آمین ثم آمین -

رپورٹنگ :- محمد یوسف ولی اللہی

طلبا صبر و استقامت سے اپنا کام جاری رکھیں

حضرۃ مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی

جمعیۃ طلباء اسلام کے سرپرست اعلےٰ حضرۃ مولانا سعید احمد رائے پوری اور پنجاب کے ناظم عمومی جناب حافظ محمد طاہر نے گذشتہ دو ہفتوں کے دوران ضلع ملتان، بہاول پور اور میانوالی کے درج ذیل مقامات کا دورہ کیا۔

ضلع ملتان : کہروڑپکا، محبت پور لودھراں، بوریوالہ، خانیوال، ملتان شہر۔

ضلع بہاولپور : احمد پور شرقیہ، بہاول پور شہر، خیر پور ٹامیوالی، حاصل پور۔

ضلع میانوالی : میانوالی شہر، بھکر، کلورکوٹ، نواں جنڈاں والا، خانقاہ سراجیہ کندیاں۔ ان مقامات پر طلباء کے خصوصی اور عمومی اجتماعات سے خطاب کے علاوہ مقامی شہریوں، اخبار نویسوں، علماء اور وکلاء سے بھی خطابات ہوئے۔

شاخوں کی تنظیمی صورت حال کا مکمل جائزہ لیا گیا، آیندہ کام کے سلسلے میں ہدایات دی گئیں حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائپوری مدظلہٗ نے ان مقامات پر خطاب کرتے ہوئے مجموعی طور پر کارکنوں کو تلقین کی کہ مشکل اور طویل جدوجہد کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں حوصلہ اور صبر و استقامت کے ساتھ شعور کو بلند رکھتے ہوئے اپنا کام جاری رکھیں۔

انہوں نے ملک کی موجودہ صورت حال اور بین الاقوامی سیاسی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے طلباء کو یقین دلایا کہ اسلامی انقلاب کا مرحلہ قریب تر آرہا ہے۔ سامراجی نظام دم دبا کر بھاگ رہا ہے اور تمام دنیا میں اپنا بوریا بستر سمیٹ رہا ہے۔ قومیں آزادی حاصل کررہی ہیں۔ پاکستان میں بھی علماء حق کی قیادت کو عوام تسلیم کرچکے ہیں۔ مایوسی و ناامیدی کے بادل چھٹ رہے ہیں۔ سامراجی سازشوں کے تحت علماء حق کے راستے میں اسلامی انقلاب کو روکنے کے لیے جتنی بھی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں تھیں اور کی جارہی ہیں، دن بدن ختم ہورہی ہیں۔ نتیجۃً منزل مقصود بہت قریب ہے، بشرطیکہ ہم اپنا کام ہر حال میں جاری رکھیں، بلکہ پہلے سے بھی تیز تر کردیں مصائب و مشکلات میں تھک ہار کر بیٹھ نہ جائیں۔

اس دورے میں مختلف مقامات پر حضرت مولانا مدظلہٗ اور حافظ صاحب کے ہمراہ رانا مبارک علی خان، جناب ندیم اقبال اعوان، صاحبزادہ عزیز احمد، جناب محمد اسلم غوری صاحبزادہ محمد حامد اور جناب حافظ محمد عمر بھی رہے۔ ان کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔

شکارپور (سندھ)

گذشتہ دنوں شکارپور میں جمعیۃ طلباء اسلام، کا ایک اجلاس ہوا جس میں جمعیۃ کے معاونین اور کارکنوں نے شرکت کی۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی مدظلہٗ مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ میں طلباء سے خطاب کیا اور دعائے خیر مانگی۔

مدرسہ اشرفیہ شکارپور میں جمعیۃ طلباء اسلام، کا ایک اور اجلاس ہوا۔ جس میں علماکرام جمعیۃ طلباء اسلام کے معاونین اور کارکنوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ ضلع سکھر کے ایک رکن نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام پر روشنی ڈالی۔

آخر میں قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ نے خطاب فرمایا۔ ان کے خطاب کے بعد دعائے خیر مانگی گئی۔

مجلس عمومی کے ایک اجلاس میں شکارپور میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا غلام قادر مدظلہٗ نے فرمائی۔

صدر : جناب محمد صدیق سومرو گورنمنٹ ڈگری کالج (شکارپور)

ناظم عمومی : جناب محمد ابوبکر ملک گورنمنٹ ڈگری کالج (شکارپور)

خازن : جناب شبیر احمد ...... معہد العلوم قادریہ (شکارپور)

ناظم دفتر : جناب غلام قادر بروہی۔ گورنمنٹ (ڈگری کالج شکارپور)

کندہ کوٹ

پچھلے دنوں قاید حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کندہ کوٹ تشریف لے گئے تو اس موقع پر مقامی جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کو ایک دعوت استقبالیہ دی گئی۔

دعوت استقبالیہ میں طلباء، علماء، وکلاء، صحافی حضرات اور دانشوروں نے شرکت کی۔

قائد جمعیۃ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ جس ملک میں اس وقت تک خلافت راشدہ کا دور نہیں آسکتا جب تک اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے باقاعدہ کوشش نہیں کی جاتی۔

انہوں نے طلباء کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ اسلامی انقلاب کے لیے دن رات کام کریں تو اس ملک میں ضرور اسلامی انقلاب آئے گا۔

ضلع ملتان

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان کا ایک اجلاس ضلعی دفتر لوہاری گیٹ ملتان شہر میں زیر صدارت جناب محمد اشرف عاطف ہوا۔ جس میں درج ذیل فیصلے ہوئے:

۱۔ ضلعی صدر نے جناب محمد احمد بھٹی کو ایک ماہ کے لیے قائم مقام ضلعی صدر نامزد کیا۔

۲۔ جناب حافظ محمد اکمل صاحب ظفر کہروڑپکا بذریعہ انتخاب ضلعی ناظم نشرواشاعت مقرر ہوئے۔

۳۔ شاخوں سے ماہانہ چندہ زیادہ سے زیادہ ۳۰/- روپے اور کم از کم ۱۰/- روپے باقاعدگی سے ضلع کو دینے کے لیے کہا گیا۔

۴۔ ملتان شہر میں داخلہ لینے والے جمعیۃ سے منسلک طلباء اپنا نام کالج اور مکمل ایڈریس سے ضلعی دفتر کو آگاہ کردیں۔

اس اجلاس میں درج ذیل شاخوں کے نمائندے شریک ہوئے، ملتان شہر، شجاع آباد، کہروڑپکا، لودھراں، میلسی، کبیروالا، میاں چنوں، محبت پور اور بوریوالہ۔

کریم پارک، چاہ میراں لاہور

مورخہ ۲۸ اگست ۷۵ء کو کریم پارک چاہ میراں لاہور میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس بعد نماز مغرب زیر صدارت جناب محمد حفیظ بٹ (صدر لاہور شہر) ہوا۔

جناب مطلوب علی زیدی اور راقم (محمد یوسف ولی اللّٰہی) بھی اجلاس میں شریک ہوئے۔

جناب زیدی صاحب نے جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام اور اس کی عظمت واہمیت کے عنوان سے طلباء سے خطاب فرمایا۔ شریک ہونے والے طلباء کی تعداد ۷۰ تھی!

افتتاح

جمعیۃ طلباء اسلام نواں جنڈانوالہ (ضلع میانوالی) کا افتتاح گذشتہ دنوں مہمان خصوصی حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ نے کیا۔

پرچم کشائی کے بعد خطاب بھی ہوا۔ اس تقریب سعید کے موقع پر جناب حافظ محمد طاہر ناظم عمومی بھی موجود تھے۔

شمولیت

مندرجہ ذیل دوستوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام اور نصب العین سے پورا اتفاق کرتے ہوئے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی ایک واحد تنظیم ہے جو صحیح معنوں میں علماء حق کی رہنمائی میں خالص اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہے۔

ان طلباء نے ہمہ قسم کی قربانی دے کر جماعت کو مزید فعال بنانے کا بھی عزم کیا۔

۱۔ جناب عبدالحکیم خٹک۔ ایف۔ ایس سی فائنل۔ گورنمنٹ ڈگری کالج میراں شاہ۔

۲۔ جناب حافظ اللہ بخش صاحب۔ مدرسہ مصطفائی۔ شکارپور۔ (سندھ)

۳۔ امان اللہ ابڑو۔ گورنمنٹ ڈگری کالج شکارپور

۴۔ امیر محمد بروھی۔ " " "

۵۔ نورالدین سومرو۔ " "

۶۔ رحیم بخش۔ گورنمنٹ ت ہ شیخ

۷۔ اظہار علی شیخ۔ گورنمنٹ ہائی سکول

۸۔ الطاف احمد میمن " " " "

۹۔ عبدالقادر سومرو " " "

لعل عیسن کروڑ

جمعیۃ طلباء اسلام لعل عیسن کروڑ کا ایک خصوصی اجلاس گذشتہ دنوں منعقد ہوا جس میں تنظیمی امور پر غور کرتے ہوئے جماعتی کام کو تیز تر کرنے کا عزم کیا گیا۔

جمعیۃ طلباء اسلام کروڑ کے صدر محمد اقبال غنچہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے علماء حق کے زریں کارناموں پر روشنی ڈالی۔ اجلاس سے صاحبزادہ عزیز احمد اور عبدالرؤف ناصر نے بھی خطاب کیا۔

آخر میں مہمان خصوصی جناب رانا شمشاد علی خان صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب نے طلباء کو تلقین کی کہ وہ اپنے عظیم اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے عظمت اسلام کے لیے شب وروز کوشاں رہیں۔

اہم اعلان

پنجاب بھر کے تعلیمی اداروں، خصوصاً لاہور ملتان اور لائل پور میں نئے سال کے لیے داخلہ لینے والے جمعیۃ طلباء اسلام سے منسلک طلباء اپنا نام، رول نمبر، کالج، کلاس، ہوسٹل اور مکمل ایڈریس اپنے اپنے مقامی جمعیۃ طلباء اسلام کے دفاتر میں جلد از جلد بھجوا دیں، تاکہ ان سے جماعتی سلسلہ میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔

(محمد یوسف ولی اللّٰہی)

ناظم نشریات صوبہ پنجاب

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

جمعیۃ علما اسلام کراچی شرقی کی سرگرمیاں

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کے عہدیداروں نے امیر جمعیۃ کراچی شرقی حضرت مولانا غلام صمدانی صاحب ہزاروی کی قیادت میں مورخہ ۱۳ر جولائی کو حلقہ محمود آباد کا دورہ کیا اور مدرسہ تجوید القرآن میں جمعیۃ ہال کا افتتاح کیا اور حلقہ محمود آباد کی تشکیل کی گئی۔ امیر مولانا خان محمد، نائب امیر مولانا عبدالمجید، نائب امیر مولانا دین محمد، ناظم عمومی حافظ عبدالقیوم ناظم محمد مرید، نائب ناظم نور محمد، ناظم نشر و اشاعت قاری عبدالعزیز، خازن قاری اللہ داد، سالار منظور احمد، معاون سالار محمد الدین۔ مورخہ ۲۷ جولائی کو نگر یا گیٹ لانڈھی کا دورہ کیا گیا۔ وہاں کے ان تمام بستیوں کا ایک وارڈ بنایا گیا۔ داؤد چالی، فردوس چالی، آدم گیٹ، بنگالی پاڑہ، بلال کالونی، مسلم آباد، کالونی نگر یا گیٹ وغیرہ کا ایک وارڈ بنایا گیا جس کی تشکیل مندرجہ ذیل ہے۔ امیر مولانا عبدالقدوس، نائب امیر مولانا محمد سلطان، ناظم عمومی مولانا عبدالودود، ناظم سید عزیز الرحمٰن شاہ، نائب ناظم بادشاہ گل، خازن اورنگ زیب خاں، سالار سبز علی خاں اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں سیلاب زدگان سے گہری ہمدردی کی گئی اور نقصانات پر افسوس کا اظہار کیا۔ نگر یا گیٹ کے بعد حلقہ کیٹل کالونی کا دورہ مؤرخہ ۱۳ اگست کو کیا گیا۔

کیٹل کالونی میں امیر جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی مولانا غلام صمدانی ہزاروی نے جمعیۃ کے دفتر کا افتتاح کیا اور کارکنوں کے بہت بڑے اجلاس سے خطاب کیا۔ مولانا نے کارکنوں پر زور دیا کہ ناظم انتخابات قاری نور الحق ایڈووکیٹ کے آتے ہی بک وصول کر کے ممبر سازی کا کام تیز کر دیں۔ اجلاس میں یہ عہدے دار حلقہ کیٹل کالونی کے لیے منتخب ہوئے۔

امیر: حافظ یونس صاحب، نائب امیر مولانا سراج احمد، نائب امیر مولانا عبدالخالق ناظم عمومی: مولانا عبدالرحمٰن شاہ، ناظم محمد یوسف ہزاروی۔ دیگر عہدیداروں کا انتخاب حلقہ کے امیر بعد میں کریں گے۔ دس اگست کو حلقہ قائد آباد میں ایک جلسہ عام میں ایک سیاسی پارٹی کے تین راہ نماؤں نے اپنے دیگر ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام صمدانی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا بعد میں حلقہ قائد آباد کی تشکیل کی گئی۔ امیر مولانا عبدالصمد ہزاروی، نائب امیر مولانا محمد نسیم صاحب، نائب امیر مولانا محمد حبیب صاحب ناظم عمومی محبت خاں، ناظم قاری انور، نائب ناظم قاری شمروز خان، ناظم نشر و اشاعت: قاری غلام محمد صاحب، معاون نشریات: محمد شریف، خازن: شیر افضل خاں، سالار: رضا خاں۔ مورخہ ۱۴ اگست کو مولانا غلام صمدانی صاحب نے کورنگی کے ایریا میں جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی حلقہ کورنگی کے دفتر کا افتتاح کیا۔ یہاں کارکنوں کے اجتماع سے مولانا غلام صمدانی ہزاروی نے خطاب کیا اور بیت المقدس امن کمیٹی سے مطالبہ کیا کہ وہ عمان میں ہونے والے اجلاس میں یہودیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر کے تمام مقبوضہ عرب علاقے اسرائیل کے قبضہ سے آزاد کرائے۔ اجلاس میں متفقہ طور پر امیر جناب مولانا سراج الدین اور ناظم عمومی مولانا محمد صدیق صاحب کو حلقہ کورنگی کے ایریا کے لیے منتخب کیا گیا۔

مورخہ ۱۸ اگست کو حلقہ ملیر کا دورہ کیا گیا۔ سعود آباد، ماڈل کالونی، کالا بورڈ وغیرہ کے دورے میں کئی مقامات پر کارکنوں سے امیر صاحب ناظم عمومی اور نائب امیر نے خطاب کیا۔ ظہر کی نماز سے قبل کھوکھرا پار میں ایک جلسۂ عام نائب امیر قاضی قطب الدین صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا جس میں علاقہ کے معزز حضرات نے شرکت کی اور جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد سے متفق ہوئے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد کارکنوں کا اجلاس ہوا جس میں کراچی شرقی کے سیکرٹری نشر و اشاعت محمد اسحاق اگروری کی کارکردگی کو سراہا گیا۔ محمد اسحاق اگروری نے کارکنوں پر زور دیا کہ کام تیز کر دیں۔ اجلاس میں حلقہ ملیر کا انتخاب بھی ہوا۔ امیر: قاری مقبول الرحمٰن نوری، نائب امیر قاری خدا بخش، نائب امیر حاجی خدا بخش، ناظم عمومی حافظ محمد اصغر، ناظم قاری محمد صدیق، نائب ناظم قاری عبدالعزیز، ناظم نشریات مولانا احسان احمد، خازن حاجی جمال الدین،

سالار مقرب علی منتخب ہوئے اور اس طرح کراچی شرقی کے عہدے داروں کا دورہ مکمل ہوگیا۔ اب جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم انتخابات قاری نورالحق ایڈووکیٹ ۱۸ر اگست کو کراچی تشریف لائے۔ ان سے رکن سازی کی بکیں وصول کی گئیں ہیں اور تیزی کے ساتھ ممبر سازی کا کام ۲۴ر اگست سے پورے ضلع شرقی میں شروع کیا جا رہا ہے۔ شرقی کے امیر نے کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ جلد از جلد فارم رکنیت پر کر دیں

جمعیۃ علماء اسلام دریاخاں

جمعیۃ علماء اسلام دریا خاں، ضلع میانوالی کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا غلام رسول صاحب، نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام منعقد ہوا۔ جس میں انتظامیہ سے پر زور مطالبہ کیا گیا ہے کہ پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم مولانا محمد رمضان صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا شاہ محمد ترابی صاحب ڈیرہ غازی خان والے اور کوٹ ادو سے حزب اختلاف کے جن راہنماؤں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو فوراً رہا کیا جائے۔ اور حکومت کے اس اقدام کی پر زور مذمت کی گئی۔

ضلع گوجرانوالہ کا دورہ مکمل

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم ڈاکٹر غلام محمد اور مولانا عبدالرؤف فاروقی نے ضلع کا تفصیلی دورہ مکمل کر لیا۔ یہ دورہ ۲ر اگست سے ۱۵ر اگست تک جاری رہا اور اس دوران سوہدرہ، وزیر آباد، بدو کے گوسائیاں، احمد نگر، کلاسکے، لدھے والا چیمہ، سارو کی چیمہ، کالیکی، دھنی، بھڑی شاہ رحمٰن، ڈیرہ شاہ جمال، کوہلووالہ، دین پور، قلعہ رائے سنگھ، تتنگ، نوشہرہ ورکاں، منڈی ورکاں، کوٹلی تارڑ، کوٹ بھوانی داس میں کارکنوں کے اجتماعات سے خطاب کے علاوہ گکھڑ، علی پور چٹھہ، حافظ آباد، جلہن، کھیالی، گھمن والا، بھاکراں والی، تتلے عالی، پنڈی پکھہ، لدھے والا وڑائچ اور ایمن آباد میں جماعتی عہدہ داروں سے بات چیت کی۔ اور نئی رکن سازی اور نظام شریعت کنونشن کی اہمیت سے ان کو آگاہ کیا۔ مولانا مفتی رشید احمد ارشد، مولانا محمد اسماعیل حافظ آبادی، مولانا محمد الطاف، حافظ عبدالواحد شاہ، قاری محمد یعقوب مجددی، مولانا گل محمد توحیدی اور طالب علم راہنما محمد فاروق اور رشید اختر بھی بعض مقامات پر ہمراہ رہے۔

ٹیکسلا کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام علاقہ ٹیکسلا کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حکیم احمد حسن صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں ٹوسر شرفو، گڑھی افغاناں، بوھی گاڑ، پنڈ گاکھڑہ اور ٹیکسلا کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا حکیم احمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کوئی نئی جماعت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی پر نیا پروگرام ہے بلکہ یہ چودہ سو سال پہلے پروگرام اور دستور کی داعی ہے۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور کی گئیں

۱۔ پورے علاقہ میں جمعیۃ کی رکن سازی کی مہم کو شروع کیا جائے۔ اور پوری تنظیم اور تشہیر سے کام لیا جائے۔

۲۔ جمعیۃ کی کارکردگی کا اس کی درخشاں ماضی اور مختصر تعارف پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام کو ساتھ ملایا جا سکے۔

۳۔ طلبہ اور مزدوروں پر محنت کی جائے اور ان کو جمعیۃ سے منسلک کیا جائے۔

اجلاس کے آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ مسجد ابراہیم کی بے حرمتی کرنے پر یہود کی مذمت کی گئی اور عالم اسلام کے اتحاد پر زور دیا گیا۔

مدرسہ عربیہ باب العلوم میں شیخ بنوری کا ورودِ مسعود

۸ر اگست، بروز جمعۃ المبارک بتقریب ختم بخاری شریف، حضرت الشیخ السیّد مولانا یوسف بنوری دامت برکاتہم تشریف لائے صبح ۹ بجے صحیح البخاری کی آخری روایت کا درس دیا اور بعد از نمازِ جمعہ جلسۂ عام میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے مدرسہ باب العلوم کے متعلق اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان فرمائے

"جو کچھ میں سنتا تھا اس سے زائد میں نے اس مدرسہ کو پایا۔ مجھے بڑی توقعات وابستہ ہو گئیں ہیں۔ اس سرزمین سے شاید اللہ تعالیٰ جل ذکرہ کسی وقت عربی مدرسہ کو اس سرزمین کو دینی خدمت کے لیے بہت بڑا مرکز بنادے اس کا فیض بہت عام ہو جائے اور دنیا کو اس کا فیض پہنچے۔ بہرحال جتنا میں سنتا تھا کارکنوں میں اخلاص اس سے زائد پایا۔ اور موجودہ صورت حال میں الحمد للہ اس سے زیادہ امید افزا حالات میں نے دیکھے جو میری توقعات سے بھی بہت زیادہ اور بالاتر ہیں"

کاروائی اجلاس جمعیۃ علماء اسلام

زیر صدارت خان غلام سرور خان امیر جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور منعقد ہوا۔ جس میں مولانا منظور احمد چنیوٹی راہنما جمعیۃ علماء اسلام ڈاکٹر بشیر احمد قریشی کو جیل میں تشدد کا نشانہ بنائے جانے پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور جیل کے حکام کے رویہ کے خلاف قرارداد پاس کی گئی

جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس حکومت پاکستان کے ذمہ دار حکام سے پرزور احتجاج کرتا

ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی پاکستان کے مایۂ ناز خطیب اور جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ دار راہنماؤں میں شامل ہیں اور ڈاکٹر بشیر احمد قریشی تحصیل احمد پور شرقیہ کے ناظمِ اعلیٰ ہیں۔ مولانا منظور احمد کو علیحدہ کوٹھڑی میں بند رکھنا اور ان کو آہنی بیڑیاں ڈالنا نہایت ہی ظلم اور ایک عالم دین کی توہین ہے۔

مولانا محمد شریف بہاولپوری کا سانحۂ ارتحال

ملتان۔ مجلسِ تحفظ ختم نبوت پاکستان کے بزرگ رہنما، تحریک آزادی کے فعال کارکن مولانا محمد شریف بہاولپوری ملتان میں انتقال کر گئے۔ ان کا جنازہ بہاولپور لے جایا گیا۔ جہاں ہزاروں علماء و عوام نے آہوں سسکیوں کے المناک ماحول میں ان کو سپردِ خاک کیا۔ موصوف مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق کار تھے۔ مجلسِ احرار کے پلیٹ فارم پر تحریک آزادی، تحریک خلافت، تحریک کشمیر اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ بارہا گرفتار ہوئے۔ ان کی گرفتاری ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ ۵۳ء کی تحریک کے بعد مجلسِ تحفظ ختم نبوت پاکستان کے پلیٹ فارم پر تبلیغ دین کا عمر بھر فریضہ انجام دیتے رہے۔ بوقتِ وفات ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی۔ مجلسِ ختم نبوت کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور کل پاکستان صدر المبلغین تھے۔

مولانا محمد شریف بہاولپوری کی وفات حسرت آیات سے جماعت کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ مولانا محمد حیات، مولانا عبد الرحمٰن میانوالی، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبد الرحیم اشعر، مولانا غلام محمد اور دوسرے رہنمایانِ مجلس ختم نبوت نے ان کی وفات کو ملک و ملت کے لیے عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔

"اظہار تعزیت"

مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری کی موت ملک و ملت کا عظیم المیہ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے لیے مولانا مرحوم کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، آپ یادگار اسلاف تھے اور امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب مرحوم کے رفیقِ کار تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

مجلسِ تحفظ ختم نبوت کو اس حادثہ پر ہم دلی تعزیت کرتے ہیں اور اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

عبد الشکور دین پوری

صدر مجلس تحفظ حقوق اہلسنت، پاکستان

ایک اہم اعلان!

ترجمانِ اسلام کی توسیع اشاعت، بقایاجات کی وصولی اور اشتہارات کی فراہمی کے لیے محترم الطاف حسین صاحب کو ادارے کی طرف سے نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان سے بھرپور تعاون فرمائیں۔

اکرام القادری

بقیہ۔ اداریہ

تامل نہیں کریں گے۔

ہمارے نزدیک "عوامی حکومت" کی طرف سے جمعیۃ کے رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں کے پس منظر میں جہاں اور بہت سے عوامل ہیں، وہاں اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ارباب اقتدار کی اس تگ و تاز اور سعیٔ لاحاصل کا ایک مقصد ملک گیر سطح پر ہونے والے جمعیۃ علماء اسلام کے اس عظیم کنونشن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا بھی ہیں جو ۱۸، ۱۹ راکتوبر کو گوجرانوالہ میں ہو رہا ہے۔ جس کی تیاریاں ملک بھر میں زور شور سے کی جا رہی ہیں۔

ایک حد تک عوامی نیتاؤں کی بوکھلاہٹ بھی درست ہے، کیونکہ اس سے پہلے بھی ایوبی آمریت کے دور میں جمعیۃ کی طرف سے لاہور میں ایک ایسی ہی عظیم کانفرنس ہوئی تھی جس نے ایوب آمریت کے تابوت میں آخری کیل کا کام کیا تھا۔ آب پھر فکر ولی اللہیؒ کے امین اور شاہ اسماعیل شہیدؒ و سید احمد شہید کے پرچم بردار پوری آب و تاب کے ساتھ گوجرانوالہ میں مجتمع ہو رہے ہیں۔

کاروان حریت کے ان حدی خوانوں کے پیشِ نظر خدا کی زمین پر خدا کے نظام کا قیام ہے۔ ان بے لوث مجاہدین کی آنکھوں کو اقتدار کی چکاچوند خیرہ نہیں کر سکتی اور یہ محض دعویٰ یا تعلّی نہیں، بلکہ اس کی واضح و روشن مثال جمعیۃ علماء اسلام کے قاید کا وہ جرارت مندانہ اقدام ہے جو اس نے اپنے مقدس مشن کی تکمیل میں سدِ راہ بننے والے اقتدار کو ٹھکرا کر ادا کیا ہے۔ اس جماعت کے پروگرام کی تکمیل میں جو بھی قوت حائل ہو گی وہ وقتی طور پر خوش فہمی و عارضی کامیابی کے بامِ عروج پر سہی، لیکن بالآخر اسے حق و صداقت کی اس جانگداز اور کیف آور آواز کے سامنے سرِ خم کرتے ہی بنے گی، مگر وہ وہ وقت ہو گا جب نامرادی و خسران اس سے ٹکرانے والوں کا نوشتۂ تقدیر بن چکا ہو گا۔

آخر میں ہم جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہمالہ قامت اسلافؒ کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی خوف و تعزیر کو خاطر میں نہ لائیں اور گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے عظیم اور تاریخ پلٹ کنونشن کے لیے ہر سطح پر بھرپور تیاریاں کریں۔

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر: ۷۱۳۲

جمعیۃ علماءِ اسلام

کے زیرِ اہتمام

کُل پاکستان

ہمارا نصب العین

خدا کی زمین پر خدا کا نظام

نظامِ شریعۃ کنونشن

روحی آرٹ گوجرانوالہ

۱۲-۱۳
شوال ۱۳۹۵ھ
مطابق
۱۸-۱۹
اکتوبر ۱۹۷۵ء
بروز ہفتہ، اتوار
بمقام
گوجرانوالہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں علماءِ کرام، وکلاء، طلباء، مزدور، کسان، تاجر، صنعت کار اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام شریک ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ سیاسی، اقتصادی، قانونی و معاشرتی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے لیے تجدیدِ عہد کریں گے:

تفصیلی پروگرام کا اعلان جلد کر دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ

مولانا عبید اللہ انور صدر ○ مولانا مفتی عبد الواحد ناظمِ اعلیٰ

و دیگر اراکینِ مجلسِ استقبالیہ نظامِ شریعۃ کنونشن کل پاکستان

مزید معلومات کے لیے: فون - ۶۷۷۱۵ - ۶۷۵۴۵ لاہور اور ۳۷۳۸ - ۴۵۵۵ گوجرانوالہ سے رابطہ قائم کریں۔